صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعة المبارک مورخہ 17 جون 2016ء بمطابق 11 رمضان المبارک 1437 ہجری بعد از دوپہر دو بجکر بیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

يَـٰدَاوُۥدُ إِنَّا جَعَلۡنَـٰكَ خَلِيفَةً فِى ٱلۡأَرۡضِ فَٱحۡكُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ بِٱلۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ ٱلۡهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيدُۢ بِمَا نَسُواْ يَوۡمَ ٱلۡحِسَابِO وَمَا خَلَقۡنَا ٱلسَّمَآءَ وَٱلۡأَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا بَـٰطِلاًۚ ذَٲلِكَ ظَنُّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْۚ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنَ ٱلنَّارِO أَمۡ نَجۡعَلُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ كَٱلۡمُفۡسِدِينَ فِى ٱلۡأَرۡضِ أَمۡ نَجۡعَلُ ٱلۡمُتَّقِينَ كَٱلۡفُجَّارِO كِتَـٰبٌ أَنزَلۡنَـٰهُ إِلَيۡكَ مُبَـٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓاْ ءَايَـٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُوْلُواْ ٱلۡأَلۡبَـٰبِ۔

(ترجمہ): اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا کے رستے سے بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب (تیار) ہے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کائنات ان میں ہے اس کو خالی از مصلحت نہیں پیدا کیا۔ یہ ان کا گمان ہے جو کافر ہیں۔ سو کافروں کیلئے دوزخ کا عذاب ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے۔ کیا ان کو ہم ان کی طرح کر دیں گے جو ملک میں فساد کرتے ہیں۔ یا پرہیز گاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔ (یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں۔ صَدَقَ ٱللَّهُ ٱلۡعَظِيمِ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ یہ چھٹی کی درخواست ہے: میڈم نسیم حیات کی 17 جون، منظور ہے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: فیصل! آپ بات کرلیں گے۔

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 17-2016 پر عمومی بحث

راجہ فیصل زمان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میں آپ کا مشکور ہوں، آپ نے مجھے موقع دیا اس بجٹ کے حوالے سے، بجٹ میں سر! عموماً کوئی ایسی نئی چیز تو نہیں ہے، میں تو پچھلے چودہ بجٹ دیکھتا آرہا ہوں اور پچھلا میرا تیسرا Tenure آیا ہے اور یہ بجٹ اتنا مجھے پتہ ہے کہ آپ کے منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ بڑی مشکل سے بنایا ہے اور حالات مشکل تھے، فنڈنگ کے بھی کوئی مسائل تھے، یہ واحد بجٹ ہے میرے چودہ سال میں کہ آپ کو قرضہ بھی لینا پڑا اور خاص طور پہ سر، اس میں، ہیلتھ سیکٹر میں آپ نے پیسہ رکھا ہے سر، اور اس سیکٹر کو آپ خود دیکھیں تو مجھے کوئی ویسے As such improvement نظر نہیں آتی، آپ خود بھی اس چیز کا جائزہ لے سکتے ہیں کہ جتنا فنڈ آپ دے رہے ہیں، اتنے فنڈ کی آپ کو کوئی ریکوری نظر نہیں آتی اور اس میں ہمارے جو آنریبل منسٹر صاحب ہیں، ان کو بڑی محنت کرنے کی ضرورت ہے سر۔ ہیلتھ اور ایجوکیشن دو ایسے سبجیکٹ ہیں سر، اگر آپ کے ٹھیک ہوں تو آپ کی حکومت اوپر چلی جاتی ہے، اگر ٹھیک نہ ہوں تو حکومت بیٹھ جاتی ہے، اس میں آپ کو محنت کی ضرورت ہے سر، اور مجھے یہ بھی پتہ ہے، میری بات کا کوئی نوٹس بھی نہیں بنا رہا، چلو آپ سن رہے ہیں، چلو میرے لئے بڑا ہے، آپ سے زیادہ آنریبل مجھے کوئی نہیں لگتا ہے، ادھر Industrial growth کیلئے سر، انہوں نے چھبیس سکیمیں رکھی ہیں، ڈیڑھ ارب میں، جو میرے حساب سے چھبیس سکیمیں، ان کو Execute کیسے کریں گے؟ ان کو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیسے ناکافی ہیں اور ان کا کوئی پلان نہیں ہے، پرانی انڈسٹریل جو یونٹس بند ہیں، ان کیلئے ہم کیا کریں؟ مجھے اس بجٹ میں تھوڑا سا پلاننگ کا فقدان بھی نظر آیا ہے سر! اور سب سے بڑھ کر نہ کسانوں کیلئے کوئی پیکج رکھا گیا ہے اور جو ہم سنتے تھے، آپ کی پارٹی کو زیادہ سپورٹ کرنے والے یا تو سٹوڈنٹ لوگ ہیں یا میری بہنیں ہیں، لیڈیز ہیں یا مینارٹیز کے لوگ ہیں، تو سر! اگر دیکھا جائے تو ان کیلئے اس بجٹ میں کوئی خاطر خواہ حصہ

نہیں رکھا گیا اور خاص طور پہ لیڈیز کا میں ذکر کروں گا، میری بہنیں، چاہے اس طرف ہیں چاہے اس طرف ہیں، انہوں نے آپ کی لیجسلیشن میں سب سے زیادہ حصہ لیا لیکن ان کو ہم نے اس طرح نظرانداز کیا ہے اور مینارٹیز کا میں یہ کہوں گا سر! کہ مینارٹیز کیلئے صرف گیارہ کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ اور ایک اچھا کام آپ نے کیا ہے، وہ خواجہ سراؤں کیلئے بیس کروڑ رکھا ہے لیکن مینارٹیز ہماری تین پرسنٹ ہیں سر! ان کا حصہ زیادہ ہونا چاہیئے، اتنا کم نہیں ہونا چاہیئے، اس کو آپ کو Revisit کرنا چاہیئے، اس کے بارے میں آپ کو سوچنا چاہیئے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عنایت خان! اگر آپ Notes لیں تو مہربانی ہوگی؟

راجہ فیصل زمان: نہیں سر، کوئی ایسی بات نہیں، ہمارا مقصد ہے سر، آپ کے نوٹس میں ایک چیز لانا، ہم اچھے کام کو سپورٹ کریں گے۔ جس طرح ایجوکیشن میں، ایجوکیشن آپ کا واحد محکمہ ہے جس میں آپ نے فنڈنگ کی ہے، فنڈ رکھا ہے، جس میں آپ کے جو بند سکول تھے، میں آپ کو Appreciate کروں گا، آپ کے ڈائریکٹر صاحب کو، رفیق خٹک صاحب کو اور قیصر عالم کو، انہوں نے بند سکولوں کو کھولا ہے، بڑی محنت کی ہے اور محنت کی بھی ضرورت ہے اس میں، لیکن سر روڈز کے سیکٹر میں آپ آجائیں تو حالت یہ ہے سر! کہ ہمارے، میرے PK-49 میں سر، اس ایریا میں سر، مجھے ایک روپیہ نہیں دیا گیا، یہ آپ کے ادھر تو بڑے نام آتے ہیں، سوشل ویلفیئر اور ٹیکنکل ایجوکیشن، سر! مجھے کوئی بتادے، ان تین سالوں میں میرے ہاں ایک روپیہ بھی لگا ہے کہ نہیں لگا، اسلئے اس کا ذکر کرنے کا فائدہ ہی کوئی نہیں، جب آپ نے پیسے دینے نہیں ہیں تو اس کا ذکر کر کے ہم کیا کریں گے؟ سر، فارسٹ بلین ٹریز کا جو مسئلہ ہے، سر، میں مکھڑیال رینج میں رہنے والا بندہ ہوں، میں وہاں رہتا ہوں، وہاں میری خود زمین ہے اور مکھڑیال رینج میں بھی ہے، ہلی رینج میں بھی ہے، سر! ہر سال جنگل جلتا ہے وہاں اور آپ کے لاکھوں درخت وہاں جل جاتے ہیں، وہاں پہ آپ بلین ٹریز کہاں پہ لگائیں گے سر؟ یہ آپ کے عمران خان صاحب بڑے آنریبل ہیں، ان کو لوگ غلط Facts بتاتے ہیں کہ ہم لگا کر دکھائیں گے، یہ سب غلط ہے۔ دوسرا نیٹ ہائیڈل پرافٹ میں چاہوں گا، عنایت اللہ خان صاحب اگر اس کو نوٹ کر لیں، یہ نیٹ ہائیڈل پرافٹ ہے جی، یہ ہمیں ملتا ہے تربیلا ڈیم کی رائلٹی کا، مجھے تو دکھ اس بات کا ہے، میں تو چلو اپوزیشن میں ہوں، اپوزیشن کا حصہ ویسے بھی کم ہوتا ہے، تین ٹریژری بنچز

پہ بیٹھنے والے بندے ہیں، ان کو بھی نہیں مل رہا، وہ نہیں بول رہے، میں تو اس بات پہ حیران ہوں، میں اکیلا بندہ کہہ رہا ہوں، خدارا یہ فنڈ فیصل زمان کو دیجئے، یہ فنڈ گوہر نواز کو دیجئے، یہ فنڈ اکبر ایوب کو دیجئے، میں پی ٹی آئی والوں کیلئے فنڈ مانگ رہا ہوں اور ساتھ کہہ رہا ہوں میرا بھی کوئی حصہ بنتا ہے تو مجھے بھی دیجئے، اس پہ بھی خاموشی ہے سر، آپ لوگوں نے ایک اچھا کام کیا، جو فیس تھی اس کو دو پرسنٹ سے ایک پرسنٹ پہ لے آئے، یہ آپ کا ایک اچھا کام ہے، ہم آپ کے اچھے کام کو Appreciate کرتے ہیں۔ آپ نے چترال میں یونیورسٹی بنائی، ہم اس کو بھی Appreciate کرتے ہیں، آپ نے ہری پور کا بائی پاس بنایا، ہم اس کو بھی Appreciate کرتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ ایک گلہ بھی کرتے ہیں، وہ گلہ یہ ہے کہ سر! آپ جب کسی کے حلقے میں جاتے ہیں تو سر، وہاں کے ایم پی اے کو بلانا، تو آپ بلائیں گے تو اگلا جائے گا، سر، آج کل کسی کو شادی پہ بھی نہ بلائیں تو کوئی نہیں جاتا، تو سر! ہمیں اپنے حلقوں میں عزت نہیں دی گئی، میں تھوڑا گلہ اپنے دوست سکندر شیرپاؤ سے بھی کروں گا، یہ میرے حلقے میں آئے، انہوں نے سکیمز اناؤنس کیں، الٹا Candidate بھی اناؤنس کیا لیکن مجھے وہاں پہ نہیں بلایا گیا۔ ان کے والد محترم صاحب کے ہمارے گھر کے ساتھ بڑے پرانے تعلقات ہیں اور جب وہ نظربند تھے، کوئی بھی ان کا پارٹی ورکر نہیں گیا تھا، صرف میرے والد صاحب ان کو دیکھنے کیلئے گئے تھے، یہ میرا گلہ کرنا میرا حق تھا سر۔ سر! مسجد سکولوں کے حوالے سے ریکویسٹ ہے میری کہ جو بند کئے گئے ہیں، ان کی انرولمنٹ اگر پوری ہے تو ان کو دوبارہ کھولا جائے اور لاء اینڈ آرڈر سیچویشن جو بہتر ہوئی ہے، اس میں پولیس کا اچھا کردار ہے، Law Enforcing Agencies کا کردار ہے، اس میں ایف سی کا کردار ہے، اس میں ضرب عضب جو ہو رہا ہے، آرمی کا بہت بڑا کردار ہے جس کی وجہ سے ہم۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: ایک منٹ جی، سیکرٹری صاحب! آج آپ مجھے Attendance دیں گے کہ یہاں ایڈمنسٹریٹو سیکرٹریز کون کون آئے ہیں اور کس ڈیپارٹمنٹ کی کیا پوزیشن ہے؟ آپ مجھے اس کی وہ دے دیں، ڈیٹیل مجھے دے دیں، مجھے وہ شیٹ لے کے دے دیں۔

<u>راجہ فیصل زمان</u>: اس میں سر، ہمارے آنریبل پرائم منسٹر کا بھی ہے کہ انہوں نے ضرب عضب کو شروع کیا اور Collectively ساری پارٹیاں Onboard تھیں، اس میں سب کو اس کا کریڈٹ جاتا ہے سر۔

مدرسوں کے حوالے سے مسجد کے حوالے سے سر، میں وہی بات کہوں گا کہ سر، کوئی بندہ اٹھ کر ادھر سے مجھے کہہ دے کہ میرے حلقے میں ایک روپیہ لگا ہے، حتیٰ کہ وہ شعر ہے:

ے ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

یہاں پہ تو تین سو ملین مولانا سمیع الحق صاحب کیلئے رکھا گیا ہے، بہت اچھے انسان ہیں، ضرور رکھا جائے لیکن ہر ہر بندے کو، ہر ڈسٹرکٹ کو اپنا حق ملنا چاہیئے۔ خیبر بینک کا جو ایشو ہے سر، میں مظفر سید صاحب کو بڑی اچھی طرح جانتا ہوں، میں ان کا Colleague رہا ہوں، انسان پہ جب الزام لگتا ہے تو اس کو اپنا الزام کلیئر کرنا چاہیئے، کسی پہ چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ میں شہرام خان پہ خوش ہوں کہ اس پہ کسی نے الزام لگایا تو وہ کورٹ میں چلا گیا کہ اگلا Prove کرے کہ میں نے کوئی غلطی کی ہے یا نہیں کی ہے؟ میں یہ ضرور چاہوں گا کہ ہمارا جو آنریبل منسٹر ہے، وہ اس چیز کو ضرور کلیئر کرے، یہ چیز کیوں ہوئی ہے؟ سر! جو بھی انکوائری کرے، چیف جسٹس صاحب کرے، ایڈمنسٹریٹیو پرابلمز ہیں سر، سکیمز کی Approval میں دیر ہوتی ہے، سچی بات یہ ہے سر، سب کی سکیمیں Approve ہوئی ہیں، ڈسٹرکٹس میں کام کسی پہ نہیں ہوا، ابھی تک پینڈنگ سب سکیمیں پڑی ہوئی ہیں سر، اور سر! پچھلے سال ادھر ایک کمیٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ 17 سے Above کو ہم Incentives دیں گے جس میں محمد علی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، بڑے Vocal ہیں اور بڑے اچھے دوست ہیں ہمارے، انہوں نے اس کی ایشورنس کرائی تھی کہ ہم کچھ کریں گے تو پورا سال گزر گیا ہے، کچھ بھی نہیں ہوا۔ سر! ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی میں بات کروں گا، پھر آخر بس ختم کروں گا۔ ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں سر! آپ نے ریکوری رکھی تھی ایک ارب روپے، پچھلے سال آپ یقین کریں آپ کی ریکوری آٹھ کروڑ روپے ہوئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے آئی سی ایم ایل ایک انسٹی ٹیوشن بنایا ہے کہ وہ آپ کے ایریا میں صوابی میں وہ Assessment کرے گا کہ زمین کا ریٹ کیا ہو گا؟ سر! زمین کا ریٹ چار لاکھ ہے، انہوں نے دس لاکھ رکھ دیا ہے، اگر خرید و فروخت چار لاکھ پہ ہو گی، وہ بندہ فیس دس لاکھ کی بھرے گا، لوگوں نے اب انتقالات کرانا چھوڑ دیا ہے سر، لوگ آپس میں کوشش کر رہے ہیں، سٹامپ پیپروں پہ زمینیں بیچ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کا تو ہم نے باقاعدہ فیصلہ بھی کیا ہے اور اسمبلی سے Adopt بھی کیا ہے، وہ تو میرے خیال میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

راجہ فیصل زمان: اور سر، میں ایک Lighter note پہ آخری بات کروں، وہ ایک بادشاہ تھا سر، اس کے دربار میں ایک گویا چلا گیا تو اس نے وہاں جاکے گانا گانا شروع کیا اور وہ گانا گاتا گیا، بادشاہ خوش ہوتا گیا، اس نے کہا اس کو ہیرے دے دو، پھر اس نے کہا اس کو موتی دے دو، پھر کہا اس کو سونا دے دو، اسی طرح اشرفیاں، چاندی اور جاگیر دے دو، رات گزر گئی، وہ گھر گیا، بیوی بچوں کو جا کر بتایا کہ بھئی مجھے تو آج بادشاہ سلامت نے بڑے انعامات دیئے ہیں، بڑا خوش تھا، چار پانچ دن گزرے اسے کچھ نہ ملا، وہ پھر بادشاہ سلامت کے پاس حاضر ہوا کہ جناب! آپ نے تو مجھے کہا تھا، بادشاہ نے کہا، بابا لینے دینے کی بات کس نے کہی ہے تجھ سے، تو نے میرے کان کو خوش کیا، میں نے تیرے کان کو خوش کیا، لہذا سر! (قہقہے) یہاں پہ کانوں کو خوش کرنے والی بات ہے سر، اور ہم کھڑے ہو کے تقریریں کرتے ہیں، وہ اگر خوش ہوتے ہیں تو وہ سن لیتے ہیں، ہم خوش ہوتے ہیں تو ہم سن لیتے ہیں، خدارا سر، کوئی ایسی تقسیم کیجئے جس پہ، اوپر اللہ بیٹھا ہوا ہے، روزے کا مہینہ ہے، رمضان کا مہینہ ہے، جمعے کا دن ہے کہ اتنا ہو جائے سر! کہ جب اللہ کے پاس جائیں تو اللہ کسی کے حق میں ہمیں پکڑ نہ لے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ، اللہ آپ کی حکومت کو سلامت رکھے، آپ کا اللہ Tenure پورا کرے، ہم اس میں آپ کے ساتھ ہیں، آپ کے Tenure کو آگے پیچھے ہم نہیں ہونے دیں گے، ان شاء اللہ۔

جناب سپیکر: سردار حسین چترالی صاحب، سردار حسین چترالی صاحب۔

جناب سردار حسین (چترالی): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ۔ جناب سپیکر! دو دن میں پہلے بجٹ پیش ہوا، بڑی خوشی ہے، جیسا بھی ہے پیش ہوا لیکن دنیا میں بجٹ کا جو سسٹم ہے، اس کو کہا جاتا ہے VCW، VCW کا مطلب ہے Vision Capacity and Wheeling، کوئی بھی حکومت جب بجٹ پیش کرے تو اس میں وہ وژن ہو کہ کس طرح کاموں کو آگے لے جایا جا سکے، کس طرح غربت کا مقابلہ کیا جا سکے اور اس میں وہ Capacity ہو کہ جو وہ سوچتا ہے، وہ لکھتا ہے، اس پر عمل درآمد کرا سکے، اس کو عملی جامہ پہنا سکے اور پھر وہ چاہتا بھی ہو کہ یہ کام ہو سکے لیکن ہم وہ لوگ ہیں جب کولمبس امریکہ کی ایک وادی

میں گیا تو وہاں پہ لوگ بھوک کے مارے رو رہے تھے لیکن ان کے گدھوں اور گھوڑوں کے نعل جو تھے، وہ سونے کے تھے۔ ہمارے صوبے کی مثال بھی وہی ہے کہ تمام تر وسائل پر بیٹھے ہوئے ہیں، ہم غربت کا شکار ہیں، ہم مصیبت میں ہیں، اپوزیشن کہتی ہے کہ مجھے یہ نہیں ملا، حکومت جواب دیتی ہے، یہ ہے، یہ نہیں ملا، جو بھی وسائل تھے، وہ تقسیم ہوئے ہیں لیکن میری گزارش ہے کہ زراعت کے اندر ہمیں کرنا چاہیئے تھا کہ چالیس اقسام کے ہمارے میوے مارکیٹوں میں آنے کی بجائے باغوں میں سڑ رہے ہیں، ان کیلئے کام کیا جاتا، ہم اگر ان پھلوں کو مارکیٹوں میں نہیں پہنچا سکتے تو ان کا ہم Flavour بنا سکتے ہیں، ان کو سکھا سکتے ہیں، ان کیلئے کوئی کام ہوتا کہ 'انکم جنریٹنگ' اس سے ہو سکے۔ فارسٹ پاکستان میں صرف کے پی کے کے پاس ہے، ہم اس کی اسمگلنگ کرتے ہیں اور اس کو دبئی پہنچاتے ہیں، اس کی بجائے اس کی کرننگ کی جاتی، اس پر کارخانے لگائے جاتے، اس پر اگر کوئی رقم مختص کی جائے تاکہ کچھ کمائی ہو سکے، ہم Pesticide free organic food پیدا کر سکتے ہیں کے پی کے کے اندر جو کہ اربوں روپے میں بک سکتا ہے، دنیا میں یہ مثال موجود ہے، ہمارے پاس وہ Capacity موجود ہے، اس پر کام کیا جاتا، ہمارے پاس Botanical plants ہیں جو کہ کروڑں لاکھوں روپے کی دوائیاں ہم بنا سکتے ہیں Botanical plants سے، اس کیلئے کوئی رقم مختص ہونی چاہیئے اور اس پر کام ہونا چاہیئے۔ تیل اور گیس پیدا ہوتی ہے اس صوبے میں، اس کا جو ہے سرکاری سرپرستی میں اگر اس کو Store کیا جائے تو ہمیں کسی فیڈرل گورنمنٹ اور باہر کی دنیا سے مانگنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اس پر کام ہونا چاہیئے۔ معدنیات کی چوبیس اقسام ہمارے پاس موجود ہیں، جناب سپیکر! چائنا کے اندر راوچی اور سنکیانگ کے صوبے میں کوئی چپس وغیرہ نہیں بنائے جاتے تھے، اب وہ سب سے بڑی انڈسٹری بن گئی، گزشتہ نو دس سال میں چترال سے وہ چھوٹے چھوٹے چپس کے معدنیات یہاں سے اٹھائے گئے اور چائنا پہنچا کر وہ کہاں کہاں پہنچ گئے، موبائل کے اندر ایک چھوٹا سا چپ ڈیڑھ سو روپے کا بکتا ہے اور وہ چترال میں آ کے چائنا والے لے گئے، ہم خود اس میں کچھ نہیں کر سکے، نہایت ہی اہم کام تھا، اس پر کام کرنا چاہیئے تھا، اگر ہم زمین کے اندر موجود معدنیات کیلئے کچھ نہیں کر سکتے تو روڈ کے پاس موجود ماربل، گرینائٹ وغیرہ، ہم ایک ماربل سٹی بنا کر اربوں روپے کما سکتے ہیں، اس پہ کام ہونا چاہیئے۔ ہم خوردنی تیل اخروٹ، سورج مکھی زیتون سے بنا سکتے ہیں جس کی دنیا میں قیمت اربوں ڈالر ہے، اس کیلئے ہمیں

کام کرنا چاہیئے۔ ہمارے چالیس ہزار قدرتی چشموں سے چار لاکھ بیرل پانی Per hour نکل کر بہتا ہے، ایک منرل واٹر کی قیمت پچاس روپے ہے، ہم کم از کم یہ پانی تو بیچ سکتے ہیں، تھوڑی سی 'رفائنری' اور یہ چیزیں لگا کے تاکہ ہم کسی کے محتاج نہیں ہو سکیں اور بجٹ پر لڑائی نہ ہوتی۔ جناب عالی! میرا علاقہ ہے بروغل، جس میں لاکھوں مال مویشیاں ہیں لیکن وہ لوگ دودھ جو ہے ناں، جانوروں سے نکال کر پانی میں ڈالتے ہیں، اگر یہ محکمہ جو موجود ہے، اس صوبے میں وہاں جا کر اگر یہ 'ڈیری پروڈکٹ' پہ کام کرتا، ان کی غربت دور ہو جاتی اور یہ صوبے کی اکانومی بھی بڑھتی، اس میں کام ہونا چاہیئے۔ ہم پوری دنیا کو سبزی کے بیج فروخت کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس وہ موسم ہے کہ بیالیس (درجہ) کی گرمی میں ہم لواری سے برف بھی بھیجتے ہیں، ایک ہی صوبہ ہے، برف بھی ہے اور بیالیس سنٹی گریڈ کی گرمی بھی ہے لیکن اس سے ہم فائدہ ابھی تک نہیں اٹھائے۔ ہم سیاحتی انڈسٹری، آپ اگر دیکھیں جناب! ناران، کاغان، سوات، چترال کالاش، شندور، بروغل سب یہاں پہ موجود ہیں، دنیا میں اس پر اربوں روپے کمایا جاتا ہے لیکن ہم نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی، ہمیں چاہیئے کہ اس پہ کام ہو۔ جناب سپیکر! 'ماونٹین ٹورازم' دنیا میں ابھی سب سے آگے بڑھ گیا ہے، Rock climbing پر اس دن میں نیٹ پر دیکھ رہا تھا کہ تقریباً دو ارب ڈالر خرچ ہوتے ہیں پوری دنیا میں، یہ چار پانچ Peaks ہمارے پاس ہیں، اگر ہم Rock climbing schools وغیرہ جس طرح ناردرن ایریا میں ہیں، یہاں بناتے تو لوگ ہمارے پاس آجاتے۔ دنیا کے چار بڑے پہاڑ ہمارے پاس ہیں، سو سے زیادہ گلیشیئرز ہمارے پاس ہیں، گلیشیئر ڈرافٹنگ کا سسٹم ہمیں کرنا چاہیئے تھا لیکن یہ سب وہ باتیں ہیں جو ہم نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! ایجوکیشن کے اوپر بات ہوئی کل اور کوئی کہتا ہے کہ نصاب میں یہ شامل کیا جائے، دوسرا بھائی کہتا ہے کہ نصاب میں وہ شامل کیا جائے، میری تجویز ہے کہ وہاں کلاس فائیو کیلئے جب درخواستیں طلب کی گئیں تو ساڑھے تین ہزار درخواستیں آگئیں، میں کہتا ہوں پانچویں جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک اگر آپ کوئی ٹیکنیکل مضمون شامل کرتے، Nut bolt بنانا آپ اگر قوم کو سکھاتے جناب سپیکر! پانچویں سے دسویں تک بچہ جب فارغ ہوتا تو وہ کسی نہ کسی کام کے وہ قابل ہو جاتا۔ ہم ان کو کیا سکھاتے ہیں، غالب کب پیدا ہوئے؟ مرزا ہادی رسوا کی تاریخ پیدائش کیا ہے؟ میر تقی میر کون تھے؟ اس سے پیٹ نہیں بھرتا، میں کہتا ہوں جاپان اور دوسرے ممالک کی طرح ہمیں چار ٹیکنیکل کالجز قائم کرنے ہیں

پورے صوبے میں، اس سے کام نہیں چلے گا جی، میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے نصاب کے اندر اپنے بچوں کو ٹیکنکل ایجوکیشن کی طرف ہمیں لانا ہوگا تاکہ وہ پانچ چھ سال کے اندر جب میٹرک سے فارغ ہو، کوئی الیکٹریشن بنے، کوئی پرزہ بنانا سیکھے، کوئی گھڑی بنانا سیکھے، کوئی چپس بنانا سیکھے، وہ گورنمنٹ کے دروازوں میں ایم اے کی سرٹیفیکیٹ لے کر کلاس فور کی ملازمت کے پیچھے نہ پڑے، وہ اپنا کام خود کر سکے، اسلئے نصاب میں یہ سب چیزیں ایک سائڈ میں کر کے میری گزارش ہے چیف منسٹر اور محترم وزیر تعلیم سے کہ وہ ٹیکنکل ایجوکیشن کو تمام سکولوں میں رائج کرنے کیلئے کوشش کریں، انہوں نے بڑے اچھے کام کئے ہیں ایجوکیشن کے اندر، ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ کام نہیں ہوئے، کافی کام ہوئے ہیں نا، لیکن روزگار کیلئے جس چیز کی ضرورت ہے، وہ ہمیں چاہیئے۔ محترم! ہسپتالوں کی باتیں کی جاتی ہیں کہ بھئی فلاں ہسپتال میں یہ نہیں ہے، فلاں ہسپتال میں وہ نہیں ہے، اگلے ہزاروں سالوں تک نہیں ہوگا، یہ پشاور میں جب اس کے اوپر بات کی گئی تو پتہ چلا کہ پشاور میں نوے فیصد لوگ بیمار ہیں، دس فیصد ٹھیک ہیں تو نوے فیصد بیماروں کیلئے کوئی ہسپتال پورا کر سکتا ہے، کوئی ڈاکٹر پورا کر سکتا ہے، یہ رکشے اور ماحولیاتی آلودگی سے، ہم نے آپ کو ابھی پورا چیک اپ نہیں کیا ہے، اگر چیک اپ کرتے، یہاں کوئی جو ہے ناں صحیح آدمی نہیں نکلے گا۔ یہ اسمبلی کے اندر ہاؤس کے اندر جس کے پاس جائیں گے، تھوڑا سا یہ کھاؤ گے جی، مجھے شوگر ہے، مجھے شوگر ہے، یہ سب شوگر بیٹھے ہیں، تو میری گزارش یہ ہے کہ Instead of curative side میں ہم جو کام کرتے ہیں کہ ہم بیمار کا علاج کریں، ہمیں Preventive side کچھ Activities کا آغاز کرنا چاہیئے کہ بیماری آئے ہی نا، دنیا میں بجٹ جو ہے، اس کی Preventive side میں زیادہ رکھا جاتا ہے Curative side میں کم رکھا جاتا ہے، ہمیں ہاتھ دھونا بھی نہیں آتا، ہمیں صاف پانی پینا نہیں آتا، ہمارے بازاروں میں جو مچھلیاں ہیں، جو یہ غلاظتیں بیچی جاتی ہیں اور یہ مجبور لوگ جو کھاتے ہیں، اس پر پابندی لگنی چاہیئے، باقاعدہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو Empower کیا جائے کہ ایسی چیزوں کو روکے اور Initial stage سے اس پر کام ہو تو ان شاءاللہ تعالیٰ کام ہوگا۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ۔

جناب سردار حسین (چترالی): ایک منٹ سر، ایک پانچ منٹ میں لیتا ہوں۔ سر، دوسری بات یہ ہے کہ ہم دنیا کے اس خطے میں ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آج ہم نے، میری ریکویسٹ یہ ہے کہ کافی سارے لوگوں نے تقریریں کرنی ہیں تو ٹائم کا خیال رکھیں، مہربانی ہو گی۔

جناب سردار حسین (چترالی): ٹھیک ہے، میں Wind up کرتا ہوں، میں Wind up کرتا ہوں۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ سر! ہم دنیا کے اس خطے میں رہتے ہیں اور اس پارلیمنٹ سے بھی میری گزارش ہے کہ بھئی یہ کلاس فور کی نوکریاں، یہ کلاس فور کے فلاں، یہ استادوں کے ٹرانسفرز ان چیزوں کو Set aside کر کے ہم ایک ایسے علاقے میں بیٹھے ہوئے ہیں جس پر دنیا کی نظریں ہیں، پوری دنیا اس پہ لگی ہوئی ہے لیکن ہمارا صرف خون بہایا جارہا ہے، جو فائدہ اس سے آرہا ہے، وہ کوئی اور کھا رہے ہیں، وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس وژن کی کمی ہے، ایک Collective system یہاں سے اٹھایا جائے اس پارلیمنٹ سے اور اس پر باقاعدہ کمیٹی بنا کر ہمارے ساتھ انصاف کیلئے باقاعدہ اپوزیشن اور ٹریژری بینچیز کام کریں۔ تھینک یو ویری مچ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ صاحبزادہ ثناء اللہ، صاحبزادہ ثناء اللہ۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيمِ۔ انتهائی گران عزت مند سپیکر صاحب! ستاسو د وخت راکولو ډیره ډیره مهربانی، شکریه۔ جناب سپیکر! سوچ کوم چې د کوم ځائې نه خبره شروع کړم، ځکه چې د وخت خبره که کوؤ، یو کال د دې خبرې د پاره انتظار وو چې بجټ به راځی او بجټ چې پیش کیږی نو مونږ به پرې خپل عوام مطمئن کوؤ، حلقو ته به ځو، خلقو سره مو وعدې کولې او ما خو چې کله جناب سپیکر صاحب! الیکشن کولو، ضمنی الیکشن وو نو په دې ډیر زیات خوشحاله وو چې درې ځلور وزیران الحمدلله راغلی دی او اعلانات ئے دومره ډیر کول نو ما وئیل څه د خیره سره کار به اوشی ځکه چې اعلانات بنه کافی شوی وو، د هیڅ څیز کمے نه وو پاتے شوے نو زه خو په دې طمع راغلې وومه، خو چې کله دلته راغلم او جناب سپیکر صاحب! حقیقت مې اولیدو نو څه

بل څه وو۔ زه خو دومره عرض به کوم جناب سپیکر صاحب! 58 محکمې دی، د دې بجټ په کتاب کښې، څه تاسو راته اووایئ چې پینځه منټه خبره هم سړے په یو محکمه کوی، یو منټ خبره هم کوی نو دوه منټه کم یوه گهنټه پکار ده جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نو بیا به یو کار اوکړو کنه، دا نور ملگری به ډراپ کړو۔ (قہقہہ)

صاحبزادہ ثناءاللہ: نه د ډراپ کولو خبره نه کوم، جناب سپیکر صاحب! پکار خو دا وه چې دا چې په دې ایوان کښې څومره ملگری موجود وو، دوئ هر یو د لکهونو د آبادئ نمائندگی دلته کوی، پکار خو دا وه چې هر چا ته کافی وخت ملاؤ شوے وو، په دې باندې بنه کافی ډسکشن پرې شوے وے خو که تاسو سره پارلیمانی لیډرانو صاحبانو څه فیصله کړې وی نو بیا خو په دې اکتفا پکار وه چې پارلیمانی لیډرانو څه اووئیل نو هغه ټول زمونږ مشران وو، بیا به هم ټهیک وه خو جناب سپیکر صاحب! کم از کم په یو یو دغه باندې د دوؤ دوؤ منټو اجازت به غواړم۔ جناب سپیکر صاحب! د ټولو نه مخکښې زه به د تعلیم خبره کوم ځکه چې کوم قام کښې تعلیم نه وی، د هغوی وژن کمزورے وی، د هغوی لیډل کمزوری وی، د پرمختگ ډیر زیات کمے وی۔ جناب سپیکر صاحب! د بجټ مطلب د پوره کال تخمینه لگول وی، آمدن او د هغې د خرچ کولو طریقه کار طې کول وی خو دې ته خو زه د صوبې بجټ نه شم وئیلې، دا ډیر په افسوس سره وایم، محترم وزیر اعلیٰ صاحب Directives ورته وئیلې شم او د یو څو حلقو Directives ورته وئیلې شم ځکه چې بیگاه ما ورپسې چشمې لگولې وې، دوه لائټونه مې لگولی وو، ما وئیل چې زه به پکښې خپله حلقه چرته وینم خو زما خیال دے چې زما دې ورونړو پرون خبره کوله چې د دیر بجټ دے، په دیر کښې به واقعی سکیمونه وی خو دا به هم د هغې خلقو وی چې څوک په اقتدار کښې دی او وزیران دی۔ جناب سپیکر صاحب! د صوبې وزیر اعلیٰ د حلقې وزیر اعلیٰ نه وی؟ د صوبې وزیر د حلقې وزیر نه وی؟ په دې د دې ټولو عوامو حق دے او جناب سپیکر صاحب! پکار خو دا وه چې د پی ټی آئی حکومت او د دې اتحادی جماعتونو د هغه حلقو ډیر خیال ساتلے وے چې کومې حلقې د دوئ د لاس نه وتې وے ځکه چې هلته خو د هغوی په Directives باندې هم کار کیدو، دا غټې غټې منصوبې خو هغه حلقو

کښې تاسو له ورکول پکار وو خو جناب سپیکر صاحب! دلته چې څه وینو هغه شاعر وائی:

دا زه چې څه وینم دا زه چې څه ګورم۔
خدایا دا زما تقدیر خو نه دے۔

(شور)

<u>جناب سپیکر</u>: آرڈر پلیز۔

<u>صاحبزاده ثناءاللہ</u>: زه خو دې ته حیران یم چې زما په پی کے 93 کښې هغه سیلابونو نه متاثره شوے یو پل چې هغه اوس په دې بارانونو کښې وړلے شوے وو، ما د هغې پی سی ون تیار کړو، ما د دې ټولو صاحبانو دې میزونو ته اورسولو، چې هغه مونږ ته د فوج د طرف نه جوړ شوے وو او هغه Steel bridge خلقو پخپله په خپل خرچ باندې جوړ کړے دے جناب سپیکر صاحب، یو کروړ او پینځه اویا لکهه روپۍ په سعودی عرب او په خلیجی ممالکو کښې خلقو چنده کړې وه او د هغې دا کوټې جوړې کړې وے او Steel bridge ورله حکومت، فوج ورکړے وو خو د هغې یوه حصه وړلې شوې وه خو نن د هغې پوره دوه یونین کونسلو ته واحد برج وو، نن د هغې هیڅ تپوس نشته دے۔ ما خو کتل په دیکښې د Steel bridges او Abutments پکښې لیکلی وو نو ما اووئیل چې دا خو به پکښې شامل وی خو زما خیال دے چې وزیر اعلیٰ صاحب خصوصی مهربانی اوکړی او د هغې چې هغه د دوئ په دې وخت کښې اوس وړلے شوے دے، تقریباً زما خیال دے چې دا دوه میاشتې، درې میاشتې اوشوې چې هغه پل وړلے شوے دے چې د هغې Abutment مونږ ته جوړ کړی Steel bridge موجود دےخو هغه Abutment جوړ کړی نو په مونږه باندې به ئے احسان وی خو جناب سپیکر صاحب! ما د دوه څیزونو سوال کړے وو او روژه په خله یم، اللہ ګواه دے چې ما څلور روژې پینځه روژې صرف د دې د پاره په دې پیښور په دې ګرمئ کښې اونیوې چې زه به خپلې حلقې ته دوه څیزونه یوسم چې یو د کیټیګری ډی هسپتال دے، اپ ګریډیشن چې هغه تقریباً د اولسو یونین کونسلو واحد هسپتال دے او هغه به کیټیګری سی شی، زما خیال دے چې د هر یو مشر کور ته ورغلے یم چې دا اپ ګریډیشن راله اوکړئ، وزیر صحت صاحب موجود دے، د هیلتھ په86 صفحه باندې چې د هیلتھ

کومه، په دیکښې زه ګورم دوئ دا وئیل چې مونږ نوے هیڅ څیز نه جوړوؤ، مونږ اپ ګریډیشن نه کوؤ خو چې زه په دې اے ډی پی کښې ګورم نو کافی بی ایچ یوز اپ ګریډ شوی دی خو واحد دا یو هسپتال داسې زما په حلقه کښې وو چې زمکه زمونږ سره موجود ده، د زمکې ضرورت هم د اخستو نه وو، اپ ګریډ کول پکار وو، ما ورته اووئېل چې بلډنګ هم مه جوړوئ خو چې د ډاکټرانو دا کمے راته پوره شی خو جناب سپیکر! دلته راتلل د وخت ضیاع نه علاوه هیڅ څه شے نه دے، ما ته خو چې کوم څه ښکاری، دوئ په هسپتالونو کښې د اصلاحاتو خبره کوی، نهه میاشتې خو زما په دې پارلیمنټ کښې اوشوې، نهه میاشتې، په نهه لس میاشتو کښې یو هسپتال ته یو ډاکټر د هیلتھ ډیپارټمنټ رااونه لیږلے شو او وائی تبدیلی به راځی، بدلون به راځی، سبا به مو ښائسته کیږی، هغه په دیر کښې یو خبره مشهوره ده جی، هلته یو کس وو، سیاسی سړے وو هغه ورته څوک ورغلو نو بیا ورپسې دا خبره مشهوره شوه، وئیل ئے: "نن د کار اونشو سبا راشه، یو ځلې بیا راشه او سبا راشه" هغه قصه ده، ما ته خو پکښې څه شے ښکاری نه، زه خو دیکښې په کوم یو څیز خبره کوم ځکه چې ټول عوامی نمائندګان دلته ناست یو، د دې معزز ایوان ټول یو شانتې د صوبائی اسمبلی ممبر ورته وائی، ایم پی اے ورته وائی، په دیکښې دا ټکے د بیا دوئ زیات کړی چې دا په اقتدار کښې دے او دا په حزب اختلاف کښې دے نو بیا به زمونږ تسلی خو به کیږی، د عوامو به تسلی اوشی ځکه چې دوئ دا بجټ بالکل دومره محدود کړے دے، دومره چې دا ئے یو څو حلقو ته ئے ورکړے دے جناب سپیکر! مونږ چې ځو هلته نو مونږ به خلقو ته څه وایو؟ خو زه هغه وړونړو ته درخواست کوم چا چې وعدې کړې وې، زه وایم چې په هغه خپلو وعدو کښې څه نه څه پوره کړئ هغه حلقې د پاره نو بیا به په هم د هغه خلقو څه کار اوشی ځکه چې وزیر خزانه صاحب ناست دے، موجود دے، ما خو وئېل چې دوئ وعده کړې ده ځکه چې وائی چا وعده ماته کړه حضور نبی پاک ﷺ فرمائی هغه وائی زما نه نه دے، او پدې تیر شوی بجټ کښې د تیر شوی کال بجټ کاپی چونکه زه په بجټ کښې نه وومه خو دا یو فوټو سټیټ مې راپیدا کړے دے، جناب سپیکر! دوئ چې کوم بجټ پیش کړے دے، پدې بجټ کښې د دې ابتداء د سوره الرحمان نه کړې ده

او دغه سوره الرحمان ترجمه ئے هم ورسره ليکلې ده نو جناب سپيکر! چې کوم خلق چې د خپلې وعدې پابندی نه کوی، هغوی ته بيا په 62, 63 باندې پوره نشی تللے ځکه چې د آئين دفعه، دا دهوکه ده، دا دروغ دی او د دروغو سزا چې ده هغه نااهلی ده نو خو زما سره د دې خبرې يو ويره پيدا کيږی جناب سپيکر!

(تالیاں) او هغه ويره زما څه دا پيدا کيږی، په تير شوی بجټ کښې چې زه د کومې حلقې نه منتخب شوے ووم نو هغه د دروغو په سزا کښې د جعلی ډگرې په سزا کښې تلے وو نو زه وايم هيڅ نه چې که دا پيره دا ورور زمونږ وزير خزانه نااهله شی نو هغه د زکواة لږې غوندې پيسې پاتې دی، هسې نه چې د زکواة هغه پيسې بيا زمونږ هغه حلقو کښې بيا تقسيميږی او دا نوره صوبه بيا محرومه شی۔

نو جناب سپيکر! زه داسې وايم، زما عرض او درخواست دا دے چې د سُوۡرَةُ الرَّحمٰن، " اَلرَّحۡمٰنُۙ۝ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَؕ"، دا د بجټ اولنے پيج دے، شروع اللہ کے نام سے جو بڑامہربان ہے، نہایت رحم والاہے۔ رحمان نے اس قرآن کی تعلیم دی ہے، جس نے انسان کو پیدا کیااور اسے بولنا سکھایا، سورج اور چاند ایک نصاب کے پابند ہیں اور تارے اور درخت سب سجدہ ریز ہیں۔ آسمان کو اس نے بلند کیااور میزان قائم کر دی۔ اس کا تقاضا ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو اور انصاف کیساتھ ٹھیک ٹھیک تول لو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو۔ زمین کو اس نے سب مخلوقات کیلئے بنایا ہے۔ یہ ملک اللہ نے ہمارے سب کیلئے بنایا ہے۔ صرف ان کیلئے نہیں بنایا ہے، اس میں ہر طرح کے بکثرت لذیز پھل ہیں (تالیاں) کھجور کے درخت ہیں۔ جب کھجور کے درخت ہوں تو یہ کھائیں گے اور ہم بھوکے مریں گے (تالیاں) کھجور کے درخت ہیں جن کے پھل غلافوں میں لپیٹے ہوئے ہیں، طرح طرح کے غلے ہیں جن میں بوسہ بھی ہوتا ہے اور دانہ بھی، تو دانہ یہ کھالیں، کم از کم بوسہ تو ہمیں دیں۔ (تالیاں) یہ قرآن کا حکم ہے، سورة الرحمان کا ترجمہ ہے۔ "پس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" نو جی زما درخواست دا دے، زما اپيل دا دے، زما دوه مطالبې وې وزير اعلیٰ صاحب څه په "هاں" غوندې کښې جواب راکړو، خدائے شته خوشحاله شوم چې دا يو پل خو به راله جوړ کړی خو جناب سپيکر! زما دوه مطالبې ورسره نورې شاملې دی او هغه دا دی چې د بېنظير بهټو يونيورسټی شرينگل مونږ ته مخکښينئ جوړه شوې

یونیورسټی ده، په هغې کښې ما جناب سپیکر صاحب! تاسو له مې درخواست درکړے وو-----

جناب سپیکر: وہ کردیں گے اس میں، جی جی۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب! ما تاسو له هم درخواست درکړے وو په هغې کښې او هغه مې دا درکړے وو چې د یونیورسټۍ په مونږ باندې خدائے رحم کړے وو خو شرینګل کښې یونیورسټی جوړه ده، هغې کیمپس په واړئ کښې موجود دے، هلته مونږه په Rented building کښې لګیا یو او هغه ماشومانو ته سبق وئیلې کیږی، تقریباً څه کم پینځه سوه ماشومان د څلورو ډیپارټمنټس سره هلته اوس کار کوی، مونږ دا درخواست کړے وو چې مونږ ته چونکه د مرکزی حکومت مونږ سره وعده کړې ده، بلکه هغې پسې پی ډبلیو پی کښې دے، بلکه څه کښې هغه ئے شامل کړې هم ده، یونیورسټۍ ته پیسې ورکړې دی یو ارب درې اتیا کروړه روپۍ هغې یونیورسټۍ ته ئے ورکړې دی، بلډنګ هغوی مونږ ته جوړوی خو ما دوئ ته درخواست کړے وو چې ما ته صرف او صرف یو پینځه کروړه روپۍ په دې بجټ کښې کیږدوئ چې مونږ هغه خلق مطمئن کړو او مونږ زمکه واخلو۔ جناب سپیکر! چې یو طرف ته دومره غټې غټې وعدې کیږی چې یونیورسټیانې جوړوؤ او دا لوئې لوئې بائی پاسونه جوړوؤ نو زه وایم-----

جناب سپیکر: صاحبزاده صاحب! پلیز چونکه نور هم ډیر معزز ممبران خبرې کول غواړی نو دا به مهربانی وی-----

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکرا! زه خپلې حلقې له به راځم د خپلو-----

جناب سپیکر: دا به مو مهربانی وی، د ټائم لږ خیال اوساتئ۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب! پکار خو دا وه چې تاسو دا د ډیبیټس د پاره لږ زیات وخت ورکړے وے ځکه چې د یو کال تیرې ناست یو او هغه څیز بیا نشی پوره کیدې، بیا به بل کال پته لګی چې ژوند شته او که نشته دے نو جی زما دا عرض دے، زما دا درخواست دے چې دا دوه مطالبې وزیر اعلیٰ صاحب شکر دے موجود دے، دا د یونیورسټۍ د زمکې د پاره د دوئ را سره وعده اوکړی او

د اپ گریډیشن د واړئ د کیټیګری ډی د هسپتال، نو دا به د دوئ ډیره ډیره مهربانی وی او شکریه جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شکریہ، تھینک یو۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر! خبره خو به د بجټ کوم کنه، هغه خو مې د حلقې خبره وه، اوس خو د صوبې د بجټ خبره خو کوم کنه-----

جناب سپیکر: نه، دا داسې ده کنه صاحبزاده صاحب! چې د ټائم مطابق به ځو ځکه چې بیا به نور خلق خبرې اونکړې شی، بیا ټائم نن دغه دے نو پلیز تاسو-----

صاحبزادہ ثناء اللہ: جناب سپیکر صاحب! په دې بجټ باندې دا خو اته پنځوس محکمې دی، ما خو دا ټول، ما خو ټولې-----

جناب سپیکر: دو منٹ میں Conclude کریں پلیز، Within two minutes آپ Conclude کرلیں، Two minutes میں۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر صاحب! دا خو غلطه خبره ده چې-----

جناب سپیکر: بات کریں جی، دو منٹ میں جلدی جلدی Conclude کریں، پھر موقع نہیں ملے گا دوسروں کو، موقع نہیں، دوسروں کا حق آپ لے لیں گے نا، تو آپ-----

صاحبزادہ ثناءاللہ: نہیں، جناب سپیکر! تو ڈیبیٹ کیلئے چار پانچ دن رکھنے چاہیئے تھے، رمضان المبارک ہے، یہاں پر جھوٹ بھی نہیں بولا جاسکتا کیونکہ وہ ویسے ہی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، تو میں یہ کہوں گا-----

جناب سپیکر: جی بسم اللہ بات کریں، ٹائم نکلتا جارہا ہے۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: کوم بجټ چې تاسو پیش کړے دے، دا ډیر د بې انصافئ دے خو دا یو خبره پکښې شته چې تاسو پکښې د امبریلا سکیمز خبره کړې ده چې دا امبریلا سکیمز دی نو هغه حلقو ته به ئے ورکوؤ چې چرته ضرورتمند وی۔ پدې روژه کښې د راسره دا حکومت دا یو وعده اوکړی چې واقعی دا به Need basis باندې ورکوئ، دا به ضرورتمندو خلقو ته ورکوئ ځکه چې پدې هائر ایجوکیشن پدې دغه کښې مې کتل نو کامرس ټو کالج لکه دویم کالج په نوبنار کښې، پکښې پروت دے نو زه داسې نه وایم چې د وزیر اعلیٰ صاحب حلقه ده او

نه د پکښې وی ، لس د پکښې جوړ کړی خو مونږ له دې هم چرته یو کیمپس را کړی نو د هغه علاقې د خلقو به پرې گزاره اوشی۔ زما جی یو تجویز د ملاکنډ ډویژن د پاره دے او هغه لکه څه رنګ چې سردار حسین بهائی اووئیل، زمونږ جی چې څومره ځوانان او تکړا خلق دی او تعلیم یافته خلق دی، چې لسم او دولسم غریبانان اوکړی نو دلته پدې ملک کښې خو د روزګار دغه حالت دے نو زمونږ خلق خلیجی ممالکو ته ځی، مونږ چې چرته لاړ شو هلته په وزټ چکر اولګوؤ، هلته زمونږ ټول خلق د لیبر کار کوی، هلته محنت کش ټوله مزدوری کوی، ټیکنیکل څیز په انډیا ، ټول خلق چې دی د انډیا هغه خلق ټیکنیکل خلق دی ځکه چې هلته حکومت د هغې خلقو ته د Skill دا پوزیشن هغوی ورکړے دے ، زمونږ خلقو بدقسمتی دا ده چې دلته مونږ ته ټیکنیکل کالج وی او کامرس کالج د دې د پاره ټیکنیکل کالج جوړول پکار دی چې زمونږ په حلقو کښې جناب سپیکر! زما په حلقه کښې یو ټیکنیکل کالج شته او زه په هغې باندې د افتخار حسین شاه، د هغه ګورنر شکریه ادا کوم چې هغه یو ډیکټیټر ورته خلق وائی خو زمونږ د دیر د پاره چې هغه څومره کړی دی نو زما خیال دے چې هغه وړونړه د رانه پرې نه خفا کیږی په څلویښت کاله کښې چې څوک هم په اقتدار کښې پاتې شوی دی نو د هغه د دوه درې کالو سره ئے زه نه برابروم ځکه چې هغه دیر سره ډیره مینه کړې وه، هغوی زمونږ هسپتالونه اپ ګریډ کړی وو، هغوی کالجونه مونږ ته جوړ کړی وو خو مونږ په سیاسی دور کښې همیشه دغه حلقې جوړې شوې دی او زما پی۔کے 93 خو دومره Ignore ده جناب سپیکر! زه تاسو ته صرف د تعلیم۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ صاحبزادہ صاحب! شکریہ۔ سردار حسین۔

<u>صاحبزادہ ثناءاللہ:</u> زه د خپلې علاقې د تعلیم۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> پلیز ایک منٹ۔

<u>صاحبزادہ ثناءاللہ:</u> زمونږه علاقه د یونین کونسلو په۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> بس بس جی، آپ نے کافی ٹائم لے لیا ہے، دوسروں کو بھی ٹائم دینا پڑتا ہے۔

<u>صاحبزادہ ثناء اللہ:</u> جناب سپیکر! څلیرشت یونین کونسلې دی او په هغې کښې د جینکو سکولونه نشته دے ، څلور یونین کونسلې چې دی، په هغې کښې یو۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ جی۔ سردار حسین بابک، سردار حسین، آپ ٹائم دیکھیں ٹائم، چونکہ پھر موقع نہیں ملے گا باقی لوگوں کو۔

جناب شکیل احمد (مشیر بہبود آبادی): جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ کو دے دیں گے۔ جی شکیل صاحب ایک بات کرنا چاہتے ہیں، جی شکیل صاحب۔

مشیر بہبود آبادی: سپیکر صاحب! زما دا ریکویسټ دے چې چونکه د بجټ عمومی بحث د پاره دا دوه ورځې ډیرې زیاتې کمې دی او زیات ممبرز د اپوزیشن بنچز نه او د ګورنمنټ بنچز نه پوره هاؤس دا غواړی چې دې باندې Detailed discussion اوشی نو که دا ورځې لږې Extend شی نو دا به مو مهربانی وی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب پلیز، سردار حسین بابک۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: دې د پاره مونږ موشن پاس کړے دے باقاعده، هغه مونږ جوائنټ اسمبلۍ نه جی۔

جناب سردار حسین: اپنی سپیچ سے پہلے تو میں شکیل خان کی اس تجویز سے، اس رائے سے اتفاق اسلئے بھی کرتا ہوں کہ بجٹ ہے، ظاہر ہے سارے سال کیلئے، صوبے کو چلانے کے لیے ان کے وسائل کی تقسیم کیلئے، ان وسائل کو استعمال کیلئے، میرے خیال میں یہ مہینہ انتہائی اہم مرحلہ ہے اور اسی اہم مرحلے میں کل Before Yesterday جب میں یہاں پر آیا اور میں نے پوچھا تو لطف الرحمان صاحب اور نلوٹھا صاحب آپ کے ہاں تشریف فرما تھے اور میں Intentionally نہیں آیا تھا ورنہ میں بھی پارلیمانی لیڈر ہوں عوامی نیشنل پارٹی کا، اور مجھے معلوم تھا کہ آپ Negotiate کر رہے ہیں کہ یہ جو بجٹ سیشن ہے، اس کو کس طرح چلائیں اور ہونا بھی چاہیئے، میں ارادتاً اسلئے نہیں آیا، مجھے معلوم ہے کہ یہاں اپوزیشن کے ممبران ہوں یا حکومتی ممبران ہوں، وہ اسی مرحلے پر اپنی تجاویز دینا چاہتے ہیں، اپنے تحفظات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو

میرے خیال میں یہ صوبے کے بہتر مفاد میں ہے، لہذاا گر اسی ٹائم کو ذراExpend کیا جائے، ویسے بھی روزہ ہے، رمضان ہے اور ماشاء اللہ ابھی عید میں انیس دن باقی ہیں، اگر ہم اسی اجلاس کو آگے چلائیں تو میرے خیال میں یہ صوبے کے مفاد میں بہتر رہے گا، تو عوامی نیشنل پارٹی کم از کم اس شیڈول کا حصہ نہیں ہے جو شیڈول لطف الرحمان صاحب نے اور نلوٹھا صاحب نے آپ کے ساتھ ایگری کیا ہے تو میں ہاؤس کی انفارمیشن کیلئے کہ عوامی نیشنل پارٹی کسی شیڈول کا حصہ نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے دولوگ جعفر شاہ اور۔۔۔۔۔

جناب سردار حسین: اس نے واک آؤٹ کیا تھا، وہ باہر آیا تھا، اس کو میں نے بلایا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کوئی واک آؤٹ نہیں، کوئی واک آؤٹ نہیں کیا تھا۔

جناب سردار حسین: نہیں، اس کو میں نے واپس بلایا تھا، جب میں نہیں تھا تو اس کو میں نے واپس بلایا تھا، یہ Just for information of the House. سپیکر صاحب، میں ظاہر ہے بجٹ انتہائی اہم ڈاکیومنٹ ہے اور میں تو شروع ظاہر ہے لاسٹ ایئر کی منسٹر فنانس کی سپیچ سے کرنا چاہ رہا تھا کہ ثناءاللہ صاحب نے بات کر لی کہ ماشاء اللہ مجھے یاد ہے لاسٹ ایئر جب منسٹر فنانس سپیچ شروع کر رہے تھے تو انہوں نے سُوْرَۃُ الرَّحمٰن کی آیت پڑھی اور پھر ظاہر ہے اپنی تقریر انہوں نے شروع کر دی، میں باقی سپیچ میں نہیں جانا چاہ رہا لیکن Page 50 پر Specifically ایک وعدہ کیا گیا تھا اور وہ منسٹر فنانس نے اسی ہاؤس کے سامنے کیا تھا، وہ وعدہ یہ تھا کہ سیکرٹری خزانہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جا رہی ہے جو چھ ماہ کے اندر اندر گریڈ سترہ اور اس سے اوپر کے ملازمین کی تنخواہ کے بارے میں سفارشات پیش کرے گی، میں صرف یاد دلانا چاہتا ہوں کہ مجھے پتہ ہے کہ رمضان کا مہینہ ہے، مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جو وعدہ منسٹر فنانس نے کیا تھا، وہ وعدہ نبھایا نہیں ہے، میں تو ایک مقتدی ہوں، رمضان کا مہینہ ہے، میں تو رائے دے سکتا ہوں، باقی حتمی فتویٰ شاید میرے بزرگ حبیب الرحمان صاحب دے دیں کہ منسٹر فنانس کو ابھی نفلی روزے رکھنے ہوں گے، انہوں نے وعدہ کیا تھا، اپنا وعدہ نبھایا نہیں ہے، لہذا میری رائے یہ ہے کہ کفارہ ادا کرنے کیلئے منسٹر فنانس نفلی روزے رکھیں۔ سپیکر صاحب، 2016-2015 کا بجٹ 175 ارب روپیہ، یعنی 174.87 بنا کہ 175 ارب یہ ترقیاتی بجٹ بنتا ہے، Revised جب انہوں نے کیا تو 135 بنا، میں جب یہ وائٹ پیپر اٹھاتا

ہوں، یہ وائٹ پیپر 1972 سے شروع ہوتا ہے، فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ریکارڈ کے مطابق چوالیس سال کے عرصے میں، چوالیس سال کے طویل عرصے میں جو سب سے زیادہ کٹ لگا، Revised size اے ڈی پی کے، وہ اسی حکومت میں لگا، چوالیس سال میں، چوالیس سال میں اور یہ وائٹ پیپر سب کے سامنے پڑا ہے، آپ لوگ دیکھیں اور پھر میں اسی بات پر بہت زیادہ حیران ہو جاتا ہوں جب میں 72 کو یاد کرتا ہوں اور اسمبلی کا ریکارڈ کبھی کبھی دیکھتا ہوں تو بڑے بڑے نام گزرے ہیں، بڑے بڑے نام گزرے ہیں، بڑے احترام کے لوگ گزرے ہیں، بڑے سینیئر لوگ گزرے ہیں اور جب اسی حکومت میں جب کوئی ایک دو تین وزیر جب اٹھتے ہیں اور وہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ چالیس سال کا گند، ستر سال کا گند، تو مجھے بہت افسوس ہو جاتا ہے، میں ان کو بھی ریکویسٹ کرتا ہوں کہ ذرا اسمبلی کا ریکارڈ اٹھائیں، اسی پارلیمان میں بڑے بڑے اور بھی گزرے ہیں، ان کی کارگزاری آپ دیکھیں، ان کی کارکردگی آپ دیکھیں، ان پر الزام لگانے سے پہلے اگر آپ اپنے گریبانوں میں جھانکیں، مجھے یہ بات کرنی اچھی نہیں لگے گی لیکن وہ لوگ بھی ہمارے بزرگوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں، وہ جس پارٹی سے بھی تھے، وہ تمام پارٹیوں سے تعلق رکھتے تھے، وہ لوگ بھی انگلیاں اٹھاتے ہیں جو اپنی زندگی میں کبھی کونسلر نہیں بنے، کونسلر نہیں بنے، دو دو دفعہ، تین تین دفعہ وہ نظامت کے الیکشن ہارے ہیں، اسی صوبوں کے ان سپوتوں پر وہ لوگ انگلیاں اٹھاتے ہیں اور ان کو گند کہتے ہیں، ان کو کیا کچھ نہیں کہتے، تو ذرا Review کرنا چاہیئے اپنے رویے کو اور یہ نہ ہو کہ جب کام کرنے کیلئے سنجیدگی نہیں ہو اور نام بنانے کیلئے نیت ہو تو صورتحال یہی ہوتی ہے، 23 پرسنٹ کٹ لگا، 23 پرسنٹ کٹ، ساری دنیا کہہ رہی تھی کہ اے ڈی پی کا سائز اتنا نہیں ہونا چاہیئے، اتنا نہیں ہو سکتا، لوگ نہیں مان رہے تھے، میڈیا کیلئے خبر آپ بنانا چاہ رہے تھے، ساری دنیا کو پیغام دینا چاہ رہے تھے کہ ہم بڑے Credible ہیں، بڑے Planned ہیں، بڑے Disciplined ہیں، جون پر سب کچھ ساری دنیا پر آشکارہ ہو گیا، اب ان لوگوں کے پاس کوئی جواز بھی نہیں ہے اور کوئی جواب بھی نہیں ہے، لوکل گورنمنٹ میں مجھے یہ لفظ استعمال ہوتے ہوئے بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ میں جب یہ کہتا ہوں کہ اسی فلور پر حکومت ہی کی طرف سے عوامی جھوٹ بولا جا رہا ہے، عوامی جھوٹ، جھوٹ اور کیا ہوگا، اسی اسمبلی میں ہم نے ایک لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا ہے، اس کے مطابق 30 پرسنٹ بجٹ ہم نے ان ضلعی حکومتوں کو دینا ہے، ذرا منسٹر لوکل گورنمنٹ، اسی حساب

سے تیس ارب روپیہ لوکل گورنمنٹ کو دیناتھا جو کہ 17 پرسنٹ بنتاہے اور آپ کی لوکل جو اے ڈی پی ہے یا آپ کا جو لوکل فنڈ ہے، اس کا 21 پرسنٹ بنتا ہے، اسی فگر کو بھی ان لوگوں نے Revise کیا اور اس کو 15.224 پر لے آئے جو کہ لوکل کمپوننٹ کا 13 پرسنٹ بنتا ہے، جناب سپیکر! جب ہم بیوروکریسی کو الزام دیتے ہیں، جب ہم نوکر شاہی کو الزام دیتے ہیں تو ہمیں خود سوچنا چاہیئے کہ یہاں پر جو قوانین ہم بناتے ہیں، ان قوانین کو ہم خود جب Violate کرتے ہیں، خود Violate کرتے ہیں اور انہی پارٹی کے لیڈران جاکر ساری دنیا کو یہ کہتے ہیں کہ نہیں، آؤ صوبے میں آپ دیکھیں، نچلی سطح پر ہم نے اختیارات منتقل کئے ہیں، وہ اختیارات کیا ہیں؟ وہ بریک اپ، آپ منسٹر لوکل گورنمنٹ بتائیں، رمضان کا مہینہ ہے، کہ جو روان سال ہے، روان سال، اسی میں تو یہ حال رہا، یہ جو آئندہ سال ہے 17-2016 اس کا کیا حال ہو گا اور کس طرح اختیارات آپ لوگ دینگے؟ یہاں ڈائریکٹیوز میں ایشو ہوا ہے کہ آپ نے 20 پرسنٹ ادھر خرچ کرنا ہے، 12 پرسنٹ ادھر خرچ کرنا ہے، 3 پرسنٹ ادھر خرچ کرنا ہے، کیا میں اسی صوبے کی حکومت سے پوچھ سکتا ہوں کہ مرکز کی طرف سے ہمارے اوپر کوئی قدغن ہے کہ ایجوکیشن میں اتنا لگانا ہے، ہیلتھ میں اتنا لگانا ہے، صنعت میں اتنا لگانا ہے، سوشل ویلفیئر میں اتنا لگانا ہے؟ یہ جو صوبائی خودمختیاری ہے، یہ جو Devolution ہے، یہ جو نچلی سطح پر اختیارات منتقلی کا ایک پروگرام تھا اور سپیکر صاحب! آپ یہ دیکھیں، نیبر ہوڈ کونسل اور ویلج کونسل سے فنڈز واپس لے لئے گئے، یہ توہین نہیں ہے، عوامی مینڈیٹ کی توہین یہ نہیں ہے؟ یہ عوامی نمائندے جن جن جماعتوں کے ہیں، ان کو عوام نے منتخب کیا ہے، عوام کی ان سے توقعات ہیں جس طرح ہمارے حجروں میں روزانہ لوگ بیٹھتے ہیں، اسی طرح ان نمائندوں کے حجروں میں روزانہ لوگ بیٹھتے ہیں، اب اسی صوبائی حکومت نے ان تمام بلدیاتی نمائندوں کے ہاتھ اور پاؤں باندھے ہوئے ہیں، یعنی ایک سول مارشل لاء لگادیا ہے ان کے اوپر، ان کے پاس اختیار نہیں ہے، یعنی ایک نامناسب رویہ ہے، لہذا حکومت اسی رویے پر نظرثانی کرے، واقعی ان لوگوں نے نوے دنوں میں انتخابات کرانے کا وعدہ کیا تھا، وہ وعدہ انہوں نے نہیں نبھایا، سپریم کورٹ نے ڈنڈا اٹھایا، سپریم کورٹ نے سوموٹو ایکشن لیا، اسی ایکشن کی بنیاد پر یہ لوگ مجبور ہوئے کہ ان لوگوں نے الیکشن کرایا، الیکشن ہوئے، ابھی ان لوگوں کو کھلے دل سے وہ اختیارات جو ہیں وہ ان کو دینا چاہئیں۔ سپیکر صاحب! یہاں پر بعض وزراء اٹھتے ہیں،

نامساعد حالات کے لفظ کا استعمال کرتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ 'ایزی لوڈ' کا دور ختم ہو گیا ہے، (تالیاں) ہاں میں جواب دوں گا ان شاءاللہ، Don't worry، کوئی کہتا ہے کہ ہمیں ورثے میں گند ملا ہے، ایک وزیر صاحب روزانہ کہتے ہیں، وزیر تعلیم صاحب کہ یہ پیسہ کسی کے گھر کا نہیں ہے، آج میں چاروں سوالوں کا جواب دیتا ہوں، نامساعد حالات تو مجھے پتہ ہے شکر الحمدللہ Militancy اس تعداد میں نہیں ہے اور بقول میرے بھائی شاہ فرمان صاحب کے، اب تو لوگ باہر جلسے کر رہے ہیں، پہلے تو لوگ گھروں سے نہیں نکل سکتے تھے، آپ لوگوں کا دور آیا تو لوگ باہر جلسے کر رہے ہیں تو نامساعد حالات تو نہیں ہیں، ما شاء اللہ Militancy اس شکل میں نہیں ہے، ہاں نامساعد حالات ہیں، وہ نامساعد حالات کیا ہیں؟ رمضان کا مہینہ ہے، رمضان کا مہینہ، اللہ کرے اسی ملک میں جمہوریت اتنی مضبوط ہو، میں اسی پورشن کی بات نہیں کروں گا میں اس پورشن کی بات کروں گا، خدا کو گواہ رکھتا ہوں کہ اگر ان لوگوں کو موقع ملا، موقع ملا، یہ لوگ ایک ایسی کیفیت میں گرے ہوئے ہیں کہ نہ خاموش رہ سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں، اگر جمہوری وقت آیا تو آپ لوگ دیکھیں گے کہ دو تہائی حصہ جو ہے وہ اپوزیشن کا ساتھ دے گی، مجھے اتنا یقین ہے، یہ نامساعد حالات ضرور ہیں (تالیاں) یہ نامساعد حالات ضرور ہیں۔۔۔۔

(مداخلت)

<u>جناب سپیکر:</u> حوصلہ کریں، حوصلہ کریں، اس کے بعد عنایت خان، وہ Respond کریں گے۔

<u>جناب سردار حسین:</u> میں نے کیا بات کرنی ہے، یہ میرا اختیار ہے؟ آپ لوگوں میں اگر سننے کی ہمت ہے، تو سن لیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> پلیز سردار حسین صاحب! میں ادھر ہوں، سردار حسین صاحب، میں ادھر ہوں پلیز، آپ بیٹھ جائیں، آپ بیٹھ جائیں، آپ بیٹھ جائیں پلیز۔۔۔۔

<u>Mr. Sardar Hussain:</u> Janab Speaker Sahib! Let me repeat my words

<u>جناب سپیکر:</u> اس کے بعد عنایت وہ کر دیں گے۔

<u>جناب سردار حسین:</u> خیر ہے، خیر ہے، ہو جائے گا، یہ ٹھیک ہے ٹھیک رہتا ہے، نو پرابلم، نو پرابلم، دیکھیں آپ برداشت پیدا کریں اپنے آپ میں، برداشت پیدا کریں۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: دیکھیں جی، Please, no cross talking please۔

جناب سردار حسین: چلوان شاءاللہ سیکھ جائیں گے، (مداخلت) چلو میں بھی سیکھ لوں گاان شاءاللہ اگر میں نے نہیں سیکھا ہو گا، اتفاق کرتا ہوں آپ لوگوں کے ساتھ۔

جناب سپیکر: ٹائم خراب ہو رہا ہے، آگے لوگوں نے بات کرنی ہے، پلیز آپ بات کریں۔

جناب سردار حسین: ایجوکیشن، وہ میں بات ہی بھول گیا، عاطف صاحب روزانہ کہتا ہے کہ یہ فنڈ جو ہے یہ کسی کے گھر کی ذاتی ملکیت نہیں ہے، یہ ذاتی ملکیت ہے، یس یہ صوبے کے وسائل ذاتی ملکیت ہیں، اگر یہ ملکیت نہ ہوتی تو عاطف صاحب اٹھیں اور وہ بتائیں کہ جتنا فنڈ اس کو مل رہا ہے، اتنا جاوید نسیم کو مل رہا ہے؟ (تالیاں) اگر یہ ذاتی ملکیت نہ ہوتی تو عاطف صاحب اٹھیں اور وہ بتائیں کہ جتنا فنڈ وہ خود لے رہے ہیں، وہ قربان صاحب کو مل رہا ہے، وہ بابر سلیم کو مل رہا ہے، وہ جمشید کو مل رہا ہے؟ (تالیاں) یہ ذاتی ملکیت ہے اور میرے بھائی یس، یہ ذاتی ملکیت ہے۔

جناب سپیکر: وہ یہ پہلے بھی اس طرح ہوتا تھا نا۔

جناب سردار حسین: نہیں، پہلے دیکھیں، نہیں نہیں، ہاں ہاں۔ (قہقہے اور شور) نہیں نہیں، مجھے جواب دینے دیں، سپیکر صاحب! بالکل بالکل، نہیں نہیں، ان شاءاللہ ماحول کو، ماحول کو سنجیدہ نہیں رکھیں گے ان شاءاللہ Don't worry بالکل بالکل، لیکن وجہ یہ تھی کہ پہلے تبدیلی نہیں آئی تھی، ابھی تو تبدیلی آئی ہے۔

(قہقہے، تالیاں اور شور)

Mr.Speaker: No cross talk, no cross talk.

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! یہ جو Receipts کی بات ہے، ہاں، یہ ایزی لوڈ، ایزی لوڈ کی باتیں بہت زیادہ ہو رہی ہیں، یہ ذرا توجہ سے میری بھائی سنو!

(مداخلت)

جناب سردار حسین: جی پہ تیزہ وایہ ولې شرمیږې (قہقہے) نو تا داسې کړې دی، پہ تیزہ وایہ۔

Mr. Speaker: No cross talk, no cross talk, no cross talk, please, آپ جو ہے ناں، آپ Kindly چیئر کو Address کریں، آپ چیئر کو Address کریں۔ .Please

جناب سردار حسین: میں Mind نہیں کرتا، میں Mind نہیں کرتا، کوئی کھل کے بات کرتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ چیئر کو Address کریں، پلیز پلیز آپ چیئر کو Address کریں۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! چلیں ان شاء اللہ ماحول کو بھائیوں کی طرح رکھیں گے Don't worry, don't worry, don't worry سپیکر صاحب! یہ جو Internal جو Receipts ہیں جو ہمارے Revenue کے ذرائع ہیں، 54.49، بجٹ میں یہ Reflect تھے، اس کو پھر Revise کیا گیا، 25.4 تھے، اسی طرح جو Take receipt تھے اور جو Non take receipt تھے، اس میں ساٹھ فیصد کمی آئی ہے، ساٹھ فیصد کمی آئی ہے، اب وزیر خزانہ صاحب اگر ہمیں توجہ دیں، مجھے تو اس کا جواب چاہیئے، وزیر خزانہ۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر ایوان کا ساؤنڈ سسٹم خراب ہو گیا)

جناب سردار حسین: سامنے والی سیٹ پہ جو ہمارا ایک بھائی ہوتا تھا، پی اے ٹو پراونشل، ادھر میرا ایک بھائی بیٹھا ہے، جمشید، اس کا ایک بھائی ادھر ہوتا تھا، عمران، وہ فیصل ادھر نہیں آیا، ادھر عمران ہوتا تھا، سوری، فرید ہوتا تھا، ادھر میرا ایک بھائی ہوتا تھا، اسرار اللہ گنڈاپور، حکومت کی تو اپنی یہ حالت تھی، کتنا غریب کارکن تھا، اس کا اپنا گھر بھی نہیں تھا، ان کے بچوں کو ابھی تک وہ پیکج نہیں ملا اور جو شہداء پیکج ہے، ایک کمیٹی ہم نے بنائی تھی، تین سال ہو گئے، تین سال، اس عرصے میں دو ان کے اپنے ممبران شہید ہو گئے ہیں، ان کو بھی ابھی تک پیکج نہیں ملا اور میں پھر یاد دلانے کیلئے کہہ رہا ہوں تاکہ ان کو یاد ہو، سپیکر صاحب! وزیر خزانہ صاحب یہ بتائیں کہ یہ جو Receipts میں اتنی کمی آئی ہے، اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں؟ میں اپنی طرف سے بتاتا ہوں، اس کی بنیادی وجہ تذلیل آمیز رویہ ہے، تذلیل آمیز رویہ، صوبے کے افسران کے ساتھ انتہائی تذلیل آمیز رویہ، یہاں پہ ہر ایک انسان عزت نفس رکھتا ہے، یہاں پہ اس صوبے میں کوئی کلاس فور بھی کام کرتا ہے، اگر ہمارے لئے وہ کلاس فور ہے تو وہ اپنے گھر کا بادشاہ ہے، بادشاہ، بادشاہ ہے بادشاہ، لہذا یہاں آفیسرز، ابھی سات سو کے لگ بھگ افسران جو ہیں، وہ ہڑتالوں پہ ہیں اور حکومت اس چیز کا برا نہ منائے، ان کے رویئے کی وجہ سے اور کل مجھے پتہ چلا کہ جو افسران ہمارے ہڑتالوں پہ ہیں اور جو جوان کے

Opinion leaders ہیں، یعنی وہ جو ان کے Senior most ہیں، ان کو ہراساں کیا جارہا ہے، ان کو ٹرانسفر کیا جارہا ہے، باوجود اس کے کہ یہ ایک کمیٹی بنی ہے، اسی کمیٹی نے اس فلور پر Assure کرایا تھا کہ ان کے مطالبات یا ان کے مسائل جو ہیں، وہ حل ہوں گے لیکن بنیادی وجہ جو Receipts میں آئی ہے، وہ یہ ہے کہ افسران نے یہاں پہ کام کرنا چھوڑ دیا ہے، فائلوں کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا تو لہذا حکومت کو اس چیز کی نظر ثانی کرنی چاہیئے، بیرونی امداد یہ رواں سال کے بجٹ میں آئندہ نہیں، توقع یہ تھی کہ 27.66 ارب روپیہ جو ہے، باہر سے آئے گا، میں بھی عمران خان صاحب سے، میں نے خود سنا تھا کہ جب ہماری حکومت آئے گی تو سرمایہ کاروں کی قطاریں لگیں گی، قطاریں، کدھر گئیں وہ قطاریں؟ اسلام آباد والے بقول ان کے کرپٹ ہیں،، پختونخوا والے تو کرپٹ نہیں ہیں، اب 27 ارب بیرونی امداد نے جو آنا تھا، وہ آکے 13 ارب پہ رک گیا، یعنی 50 پرسنٹ سے زیادہ اس میں کمی آئی، اب اس کی وجوہات ہونی چاہئیں۔ اگر یہاں پہ کرپشن نہیں ہے، اگر یہاں پہ اداروں میں سیاسی مداخلت نہیں ہے، اگر یہاں پہ Transparency ہے تو پھر بیرونی اداروں کا عدم اعتماد کیوں ہے؟ اس کا جواب چاہیئے۔ صوبائی حکومت ابھی کہہ رہی تھی کہ ہم 12 ارب روپے قرضہ لے رہے ہیں، سب سے پہلے تو مجھے جماعت اسلامی کے وزیر صاحب یہ جواب دیں کہ قرضہ سود پہ یہ حرام نہیں ہے؟ اس کا مجھے جواب چاہیئے۔ خیر ہے، وزیر خزانہ مجھے جواب دے دیں گے، قرضہ وہ لے رہے ہیں اور سود پہ قرضہ لے رہے ہیں تو اس کا بھی وہ جواب دے دیں گے، میں تو سوال کر رہا ہوں، ڈاکٹرز پہ، انجینئرز پہ اور کنسلٹنٹ پہ آپ لوگوں نے ٹیکس لگایا، اسی صوبے میں سیکورٹی کسی کو حاصل نہیں ہے، یہ جو باہر لوگ جارہے ہیں، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ یہ Militancy hit area ہے، Militancy hit یہ صوبہ ہے، دہشت گردی نے ہمارے انفراسٹرکچر کو تباہ کر دیا ہے، تعلیمی تسلسل کو توڑ دیا ہے، لہذا صوبائی حکومت نے ٹیکسوں کی جو بھرمار ان لوگوں نے لگائی ہے، لہذا اس پہ نظر ثانی کر لیں۔ یہاں لوگ بڑی سختی میں ہیں، یہاں پہ کاروبار اس شکل میں نہیں ہو رہا ہے جن شکلوں میں ہونا چاہیئے تھا، اور مجھے یہ بات بھی یاد ہے کہ جب آواز تھی کہ بجٹ کے پیشی کے وقت وزیر خزانہ صاحب نے کہا تھا کہ 60 ارب دو کروڑ روپیہ ہم سود پہ جو قرضوں پہ جو سود ہے، وہ دے رہے ہیں، لہذا یہ 1.3 فیصد کم ہوا ہے، اب جو وہ آٹھ ارب اور آٹھ کروڑ کا فگرز دے رہے ہیں، اس میں تو اضافہ ہوا ہے، اس کی بھی اگر وہ وضاحت کر

دیں، مہربانی ہوگی۔ سپیکر صاحب! ہمارے صوبے میں تیل، گیس، معدنیات، جنگلات، جتنے بھی ہمارے قدرتی وسائل ہیں، اسی فلور پہ ہم نے ایک مسئلہ اٹھایا تھا کہ اربوں روپیہ کا Crude oil جو ہے، وہ چوری ہوگیا، اربوں روپیہ کا، اربوں روپیہ کا اور وہاں سے بڑی بڑی خبریں آئی ہیں، اسی فلور پہ ہمیں Assure کرایا گیا تھا کہ ایک کمیٹی بنائیں گے چیف سیکرٹری کی سربراہی میں، نہ اس کمیٹی کا پتہ چلا اور ہم احتسابی اداروں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ یہ اربوں روپیہ کا جو Crude oil چوری ہوگیا ہے، اس کا Directly صوبے کی آمدن پہ اثر پڑا ہے، لہذا اسی مسئلے کو ہم دوبارہ اٹھا اسی لئے رہے ہیں کہ اربوں روپیہ کا Crude oil ہے، عملاً تو یہ امارات پر بقایا ہے یا اگر اس کا کچھ ہو جائے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ میں دو چیزوں پہ حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں، دو چیزوں پہ، ایک یہ کہ اس بجٹ تقریر میں مظفر سید صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ سو مدارس کو پرائمری سکولوں میں Convert کریں گے، سو مدارس کو، دینی مدارس کو لکھا ہوا ہے، تو میں اسی پہ وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں، آپ لوگ سن رہے ہیں نا، سو دینی مدارس کو مکتب سکول، پرائمری سکولوں میں Convert کر لیتے ہیں، مبارک باد دیتا ہوں۔ دوسری جی۔۔۔

(مداخلت)

جناب سردار حسین: کیا غلطی ہوئی؟

اراکین: یہ مکتب سکول ہیں۔

جناب سپیکر: مکتب سکول، مکتب۔

جناب سردار حسین: نہیں نہیں، اس میں دینی مدارس لکھا ہے، دینی مدارس لکھا ہے، دینی مدارس، آپ اٹھائیں، اٹھائیں، دیکھیں، آپ دیکھیں۔

جناب سپیکر: چلو پرنٹنگ کی غلطی ہوگی نا، سردار حسین صاحب! پرنٹنگ کی غلطی ہوگی، مکتب سکول ہیں۔

جناب سردار حسین: نو پرابلم، نو پرابلم، اگر غلطی ہوئی ہے تو ظاہر ہے وزیر خزانہ صاحب بتا دیں گے کہ غلطی ہوئی ہے۔ دوسری، دوسری مبارکباد میں سوات میں کیڈٹ کالج کے، نئے کالج کے قیام پہ میں مبارک باد دیتا ہوں نئی حکومت کو اور میری امید ہے ان شاءاللہ کہ ایک کالج ہماری نیشنل پارٹی نے بنایا پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں اور یہ کالج، سوات میں کیڈٹ کالج جو ہے، وہ سوات میں پاکستان تحریک انصاف اور اتحادی

جماعتیں بنائیں گی، تو میں مبارک باد دیتا ہوں سوات کے عوام کو کہ دوسرا کیڈٹ کالج جوان شاءاللہ سوات میں بننے جارہا ہے، میں آپ لوگوں کو مبارک باد دے رہا ہوں۔ سپیکر صاحب! یہاں پر ہم ایک خبر سنتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! ٹائم کا تھوڑا Kindly۔

جناب سردار حسین: نہیں، ٹائم خیر، نہیں To the point بات کرتا ہوں۔

Mr. Speaker: Okay.

جناب سردار حسین: این ٹی ایس کا یہ لوگ نام لے رہے ہیں، این ٹی ایس کا، این ٹی ایس کا۔ بھائی لوگوں سے کروڑوں روپیہ اکٹھا کیا جارہا ہے، کروڑوں روپیہ، ایک ایک سیٹ کیلئے پانچ پانچ ہزار لوگ درخواستیں دیتے ہیں، سرکاری بھتہ لیا جارہا ہے، معلوم ہوا تو جو این ٹی ایس کا سربراہ ہے، این ٹی ایس کا سربراہ، وہ ڈبل شاہ نکلا، ڈبل شاہ، (تالیاں) اس کی ڈگری جعلی ہے، این ٹی ایس کا جو سربراہ ہے تین سال سے، (شور) وہ ڈبل شاہ نکلا۔۔۔۔۔

(تالیاں اور شور)

اراکین: ڈبل شاہ، ڈبل شاہ (شور) ڈبل شاہ، ڈبل شاہ۔

جناب سردار حسین: اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے، یہ بعض بعض لوگ۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Chair, please, Chair.

جناب سردار حسین: نہیں، خیر ہے، خیر ہے، خیر ہے، یہ معاملہ نہیں ہے، یہ مکافات عمل ہے، یہ بعض لوگ جہانگیر ترین کی طرح، علیم خان کی طرح آپ لوگوں کے گلے پڑتے ہیں اور بعض لوگ ہمارے گلے پڑتے ہیں، اس میں کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے، کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ (تالیاں) یار! Light لے لیا کریں گنڈاپور صاحب! آپ تو کرکٹ کے Player بھی ہیں، یار! یہ (شور اور تالیاں) سپیکر صاحب! یہ جو این ٹی ایس ہے، لیکن میں این ٹی ایس پہ بات کرتا ہوں، جب میرٹ کی بات آتی ہے تو کہاں کا انصاف ہے کہ سو نمبر آپ Academic کو دیتے ہیں سو نمبر اور سو نمبر آپ ٹیسٹ کو دیتے ہیں۔ آپ میرٹ پالیسی دنیا کی اٹھائیں، Suppose میں ایک مثال دیتا ہوں سپیکر صاحب! آپ کو ایک Applicant ہے جس کا نام ہے 'A'، اس نے میٹرک کا امتحان دیا ہے، ایف اے/ایف ایس سی کا امتحان

دیاہے، بی اے/بی ایس سی کا امتحان دیاہے، ایم اے/ایم ایس سی کا امتحان دیاہے، ایم فل بھی کیاہے، پی ایچ ڈی بھی کیاہے، Teaching Course بھی کیاہے، یہ سارے امتحانات، نوامتحانات ہوگئے، نو یا دس ہوگئے، اب یہ دس امتحانات نقل سے ہو سکتے ہیں؟ یہ دسوں کے دس امتحانات جو ہیں، یہ ایسے کیسے ہو سکتے ہیں؟

(شور)

جناب سپیکر: پلیز۔

جناب سردار حسین: رمضان المبارک ہے ورنہ میں صبر کی گولیاں لاکے ان لوگوں کو دے دیتا، (قہقہے اور تالیاں) تو یہ نہیں ہو سکتا۔ سپیکر صاحب! دیکھیں، سو نمبر، سو نمبر یہ بہت بڑا ظلم ہے اور اس میں آپ دیکھیں، Suppose ایک بندہ Topper ہے، Topper، ایک ایسا آپشن آپ نے سو نمبر کار کھا ٹیسٹ میں کہ آپ کسی کو پندرہ نمبر بھی اضافی دے دوگے تو وہ جو گولڈ میڈلسٹ ہے، وہ Bottom پر آجائے گا اور یہ ٹیسٹ میں لوگ ادھر چلے جائیں گے اور اخبارات میں سٹوریاں آرہی ہیں، سپیکر صاحب! تعلیم کیلئے خاصکر، ہاں ٹیسٹنگ لیبارٹری ہونی چاہیئے، اگر کلاس فور رکھتا ہے، کوئی باڈی گارڈ رکھتا ہے تو اس کو دیکھنا چاہیئے کہ خدانخواستہ اس طرح نہ ہو کہ وہ جو اپنے شہید سلمان تاثیر صاحب ہیں، ان کا گن مین آیا اور سلمان تاثیر صاحب کو ان کو شہید کیا، اس کو گولی اس نے ماردی تو یہ ضرور ٹیسٹنگ ہونی چاہیئے، لیکن استاد کیلئے میرے خیال میں اور پھر اتنے زیادہ نمبر رکھنا یہ مناسب نہیں ہے، لہذا اس پر اگر حکومت سوچے تو میرے خیال میں بڑی مہربانی ہوگی۔ ابھی اخبارات میں آرہا ہے کہ حکومت سرکاری طور پر تجارتیں، پلاٹیں بنائے گی، دکانیں بنائے گی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! Kindly five minutes میں آپ Wind up کرلیں۔

جناب سردار حسین: صحیح ہے جناب، صحیح ہے۔ یہ گنڈاپور صاحب میرا وقت خراب کر رہے ہیں ورنہ میں Continue جارہا ہوں۔ (قہقہے) سپیکر صاحب! یہ کس طرح ممکن ہے ایک سال میں، اگر سرکاری زمینیں ہیں، ان پر کالجز بنانے چاہئیں، ان پر سٹیڈیمز بنانے چاہئیں، ان پر یونیورسٹیاں بنانی چاہئیں، ان پر کوئی ایسے فلاحی ادارے بنانا چاہئیں، پھر بھی حکومت کا ایک Initiative ہے، اگر اس پر سوچا جائے تو

بہت بڑی مہربانی ہوگی۔ کل عاطف خان نے اخبار میں خبر دی ہے کہ اس حکومت نے دو سو میگاواٹ بجلی، دو سو میگاواٹ بجلی پیدا کی ہے، مجھے کم از کم وہ جواب چاہیئے، میں تو کہتا ہوں کہ اسی حکومت نے ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا نہیں کی ہے، ایک میگاواٹ اگر ان لوگوں نے پیدا کی ہوتی، پچھلے تین سال میں دو سو میگاواٹ بجلی تو ذرا ہمیں بتائیں۔ جی مشتاق غنی صاحب! (مداخلت) سپیکر صاحب! میں اسی طرف آرہا ہوں کہ حکومت کہہ رہی ہے کہ 72 کمپنیاں آرہی ہیں، 72 کمپنیاں، صوبے کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے، بہت بڑا ظلم، وہ ظلم کس طرح ہو رہا ہے؟ ہم اپنے وسائل سے ڈیم بنا رہے ہیں مائیکن تھری ہم نے بنایا ہے، اسی طرح ورسک ہمارا ہے، تربیلا ڈیم ہمارا ہے، جتنے بھی ڈیمز ہم خود اپنے وسائل سے بنا رہے ہیں، ظاہر ہے بجلی کی قیمت ہمیں ادا کرنا پڑتی ہے، جس یونٹ پر ہم وہ بجلی فروخت کرتے ہیں واپڈا کو، وہ ہمیں بجلی کی قیمت دے رہے ہیں۔ اب یہ بھی مجھے لگ رہا ہے کہ بجلی کی اس قیمت سے محروم رہ جائیں گے جن کی سالانہ قیمت اربوں میں رہتی ہے، جس طرح عاطف خان کہہ رہے کہ 72 کمپنیاں یہاں پر آرہی ہیں تو ہمیں صرف واٹر چارجز ملیں گے جو کہ بیالیس پیسہ فی یونٹ ہے، بیالیس پیسہ فی یونٹ، لہذا حکومت کو سوچنا چاہیئے کہ جو بجلی کی قیمت ہے، بجلی کی اس قیمت سے ہم محروم رہ جائیں گے اور اس کی قیمت اربوں روپے میں ہے تو لہذا یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم خود کیوں نہ بنائیں؟ ہم اگر بجٹ کی کمی پوری کرنے کیلئے قرضہ لے رہے ہیں تو ایشین ڈیویلپمنٹ بینک سے ہم قرضہ لے لیں، چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائیں، اپنے وسائل سے بنائیں، سالانہ ہمیں آمدنی ہوگی اور سالانہ ہم وہ قرضے جو ہیں، وہ واپس کر دیں گے تو اس طرح فل ٹائم جو ہمارے Assets ہیں، اس میں اضافہ بھی ہوتا رہے گا اور یہ کہ مجھے بڑی سازش لگ رہی ہے، زراعت میں 26 لاکھ اور آٹھ سو میٹرک ٹن گندم تصدیق شدہ، تصدیق شدہ کسانوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ہم سارے کسان اور زمیندار لوگ ہیں جو مفت بیج اسی حکومت نے تقسیم کیا ہے، سارے مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس کی پیداوار میں 50 پرسنٹ اور 60 فیصد کمی آئی ہے اس پیداوار میں، اس پیداوار میں کمی آئی ہے، لہذا اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں کہ یہ جو تصدیق شدہ، یہ کس نے تصدیق کی تھی، ترناب سے تصدیق ہوئی تھی کسی سے تصدیق ہوئی تھی اور میرے اندازے کے مطابق تین لاکھ 75 ہزار بیگ جو بیج ہے، بیج گندم کا وہ خریدا گیا تھا اور بڑے

پیمانے پر اس کی پیداوار میں پچاس سے لیکر ساٹھ فیصد تک کمی آئی ہے، لہٰذا اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ ایجوکیشن میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! آپ پلیز، وائنڈاپ کریں۔

جناب سردار حسین: ایجوکیشن میں سمارٹ سکولز، دوسو سمارٹ سکولز اب یہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ سمارٹ سکولز کیا ہیں؟ حکومت ایک طرف تو کہہ رہی ہے کہ نظام تعلیم کو، نصاب تعلیم کو سب کیلئے یکساں بنا رہے ہیں نصاب تعلیم اور نظام تعلیم، ایک طرف پھر کیڈٹ کالج کا اعلان کرتے ہیں، کیا صوبے کے تمام بچوں اور بچیوں کیلئے کیڈٹ کالج بناؤگے ؟۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! پلیز ٹائم کم ہے۔

جناب سردار حسین: ٹائم تو کم ہے لیکن میرے پاس تو Concrete points ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، Concrete points تو ہیں لیکن ٹائم، دوسروں کو بھی ٹائم دینا پڑے گا۔

جناب سردار حسین: لیکن یہ جو دو سو سمارٹ سکولز جو بتا رہے ہیں، یہ بڑے Important ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے Commit کیا کہ میں پانچ منٹ میں وائنڈاپ کر رہا ہوں تو Kindly کر لیں۔

جناب سردار حسین: میں کوشش کرتا ہوں، میں کوشش کرتا ہوں، عاطف خان اگر ہمیں یہ بتائیں کہ ایک طرف صوبے میں دو ہزار کے لگ بھگ مکتب سکول جو ہیں، وہ بند کر رہے ہیں، سمارٹ سکولز کی Definition کیا ہے؟ میری معلومات کے مطابق یہ کنٹینر سکولز ہیں، کنٹینر، یہ کنٹینرز سکولز ہیں، اگر ہوں؟ اور یہ بھی مجھے معلوم ہے اور میں نے Smell کیا ہے، میں نے Guess کیا ہے اگر میں غلط Guess کیا ہو یا غلط Smell کیا ہو تو عاطف صاحب غصہ نہ ہوں، یہ کمپنی بھی کسی ٹائیگر کی ہے۔ یہ کنٹینرز کی کمپنی جو ہے یہ کسی ٹائیگر کی ہے، کسی ٹائیگر کی، آپ سمجھ گئے سپیکر صاحب! ٹائیگر کی ہے، ٹائیگر کی۔

جناب سپیکر: وہ عاطف خان۔

جناب سردار حسین: ہاں، وہ جواب دے دے گا، وہ جواب دیدے، یہ مکتب سکولوں کو ہم پرائمری سکولوں میں Convert کر رہے ہیں، 'روخانہ پختونخوا' کا پروگرام ہمارا جاری ہے Establish کے Amend کا پروگرام ہمارا جاری ہے، اپ گریڈیشن آف سکولز کا ہمارا جو پروگرام ہے، وہ جاری ہے، اب اگر یہ کنٹینرز

سکول ہوں اور اگر یہ کنٹینرز سکولز نہ بھی ہوں تو سمارٹ سکولز پھر کیا ہیں؟ یہاں پر تو لوگ ہمیں زمین دیتے ہیں، دو کنال زمین دے دیتے ہیں، پرائمری سکول بنا کر ان کو ایک نوکری دیدتے ہیں، نئے سکول کیلئے چار کنال ہے، اب اس کیلئے زمین کہاں سے آئے گی، ڈونرز کہاں سے آئیں گے، اس کی لاگت کیا آئے گی اور اس سکول کی تعریف کیا ہے؟ اگر یہ بھی بتائیں آپ لوگ تو بڑی مہربانی ہوگی۔ وزیر خزانہ صاحب نے کہا کہ ہم دو سو روپیہ ماہانہ جو وظیفہ ہے، وہ ششم سے لیکر دہم تک بچیوں تک دیں گے، وزیر خزانہ صاحب! آپ کو شاید یاد ہو، یہ ایم ایم اے دور کا سکیم ہے 2007 سے، 2007 سے شروع ہے تو لہذا یہ کریڈٹ لینے کی ضرورت نہیں، یہ کریڈٹ ویسے بھی ہم آپ کو دے سکتے ہیں، آپ کسی پیرا میں یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ ہاں ایک رواں سکیم کو ہم جاری رکھ رہے ہیں تو میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر تھا، اب یہ تاثر دینا عوام کو کہ آپ، ایک کام پچھلے نو سال سے ہو رہا ہے اور آپ بجٹ کی تقریر میں ایک ایسا تاثر دے رہے ہیں کہ یہ کام آپ شروع کر رہے، میرے خیال میں یہ نامناسب ہے۔ سپیکر صاحب! صوبے کی سطح پر سرکاری سکولوں میں مچھلیوں کیلئے ایکویریم اس کی اگر وضاحت ہو جائے، ہمارے پاس تو سکولوں میں بچوں اور بچیوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے، وہ حالات اس طرح ہیں، اب مچھلیوں کیلئے ایکویریم، اس کی اگر وضاحت ہو جائے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ جی، وزیر تعلیم صاحب جواب دے دیں گے، وزیر اطلاعات صاحب، یہ ریجنل لینگویجز کیلئے یہ بڑی اچھی خبر نہیں کہ پشتو، ہندکو، کوہاٹی، چترالی، یہ جتنی ریجنل لینگوجز ہیں یہ پارٹی ہماری دور حکومت میں قائم رہی ہے، میں اس کو Appreciate کرتا ہوں، ساتھ ساتھ حکومت کو یہ بھی ریکویسٹ کرتا ہوں کہ دنیا کی تمام اقوام، دنیا کی تمام اقوام، جو بھی قوم ہو، وہ اپنی زبان میں تعلیم حاصل کرتی ہے، ہم واحد لوگ ہیں کہ پرائی زبان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، میں انگریزی کی بات نہیں کرتا، دنیا کی تمام اقوام جو ہیں، وہ اپنی اپنی زبانوں میں تعلیم حاصل کرتی ہیں لیکن ہم واحد قوم ہیں جو پرائی زبان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، لہذا اگر حکومت اسی فیصلے کو بھی Revise کرے، Revisit کرلے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ حکومت ایک طرف سے کہہ رہی ہے کہ وی آئی پی کلچر کو ختم کر رہے ہیں، دوسری طرف بجٹ سپیچ میں وزیر خزانہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم گاڑیوں کی رجسٹریشن اگر کوئی خواہش مند ہو اور مطلب کوئی نام کا نمبر یا کوئی ایک ہندسے کا نمبر یا کوئی اس طرح کا ہو تو اس کی کوئی فیس ہم رکھیں گے تو اس کا اگر ذرا جواب ہو جائے کہ ایک طرف تو

آپ وی آئی پی کلچر کو ختم کر رہے ہیں اور دوسری طرف آپ ایک وی آئی پی کلچر کو Introduce کر رہے ہیں اور Encourage کر رہے ہیں تو میرے خیال میں یہ بھی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ سردار حسین صاحب، ماشاء اللہ آپ نے چھ معزز اراکین کا ٹائم لے لیا ہے تو میں عاطف خان کو ریکویسٹ کروں گا، عاطف خان کو، اچھا ایک منٹ، پھر Please just in one minute۔

جناب سردار حسین: بلین ٹریز کی سونامی، یہ ایک عجیب سکیم ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ حکومت کو یہ مشورہ کس نے دیا تھا کہ یہاں پر آیا صوبہ خیبر پختونخوا میں پودے لگانے کی زیادہ ضرورت ہے کہ پودے بچانے کی زیادہ ضرورت ہے؟ ایک، بلین ٹریز سونامی اگر آپ دیکھیں، ہمیں بتایا جائے کہ اس کی ٹوٹل کاسٹ کتنی ہے، ٹوٹل کاسٹ، Estimated cost PC 1 میں ٹوٹل کتنی ہے اور یہ کون معلوم کرے گا کہ کس کس نے کتنے کتنے پودے لگائے ہیں؟ لہذا یہ جو بلین ٹریز سونامی ہے، اس کی کرپشن کی جو داستانیں سامنے آرہی ہیں، حکومت کو اس کی وضاحت کرنی چاہیئے کہ اسی سکیم کیلئے ٹوٹل کتنی لاگت رکھی گئی ہے، ابھی تک کتنی Expend ہو گئی ہے، کتنی درختیں ابھی لگا چکے ہیں؟ یہ اگر بھی ہمیں بتائیں تو میرے خیال میں مہربانی ہو گی۔ پولیس۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ شکریہ۔ مسٹر عاطف، مسٹر عاطف پلیز، عاطف کے بعد پھر عنایت بات کر لیں۔

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ سپیکر صاحب، میں کوشش کروں گا کہ بات کو جتنا مختصر رکھ سکوں اور To the point بات کر سکوں۔ تقریریں تو اگر کرتے رہیں تو پھر میرے خیال میں پھر سب کرتے رہیں گے، کوئی فائدہ ہو گا نہیں، ایک تو نمبر ون جو انہوں نے کیڈٹ کالج سوات کی بات کی، یہ لکھا ہوا ہے اے ڈی پی کی کتاب میں کہ Establishment of Cadet College Swat, third phase, یہ تھرڈ فیز ہے، دو فیز زاس کے مکمل ہو گئے ہیں، یہ تھرڈ فیز کیلئے اس کی رقم رکھی گئی ہے، یہ بالکل کلیئر بات ہے، مطلب یہ کوئی اور کیڈیٹ کالج نہیں ہو سکتا کہ ایک شہر میں دو کیڈٹ کالج ہوں، اس میں تھرڈ فیز ہے، اس کیلئے پیسے رکھے گئے ہیں، پھر نمبر ٹو، جو دوسری جو ان کی بات تھی، یہ مکتب سکول کی، مدرسے کی، یہ مکتب سکول ہیں، Basically جو ان کو Convert

کرتے ہیں، یہ مکتب سکول Convert ہوں گے، مدرسے Convert نہیں ہوں گے، مکتب سکولز Convert ہوں گے۔ پھر تیسری بات کی انہوں نے یہ انرجی کے حوالے سے کہ جی کیوں ہم خود نہیں بناتے؟ ہماری خواہش ہے کہ جتنے زیادہ جہاں پر Availability ہوں، ہم خود بنائیں لیکن کوئی 20 ارب روپے ہیں اور ہم نے جو اس میں پراجیکٹس شروع کئے ہوئے ہیں اس کیلئے یہ پیسے ہیں، مزید آرہے ہیں اور مزید پراجیکٹس شروع ہوں گے، وہ اس میں ایک سرکل ہے، وہ Invest ہوتے جائیں گے جو انہوں نے بات کی کہ 72 کمپنیاں آئی ہیں، یہ اصل میں یہ صوبے کی تاریخ میں پہلی دفعہ، دیکھئے بہت زیادہ گنجائش ہے لیکن حکومت کے پاس پیسے اتنے نہیں ہیں تو ہم نے یہ سوچا کہ کیوں نہ پرائیویٹ سیکٹر کو ہم Involve کریں کہ اگر وہ اپنے پیسے لگائیں کیونکہ ہمارے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں، وہ اپنے پیسے لگائیں، اس میں کچھ نہ کچھ چالیس پیسے ہوں، بیالیس پیسے ہوں لیکن کچھ نہ کچھ حکومت کو آمدن آئے گی اور لوگوں کو لوڈشیڈنگ سے جان ان کی، چھٹکارا حاصل ہوگا ان کو، ان کو بجلی فراہم ہوگی، یہ پانچ سو اٹھارہ میگاواٹ جو ہے، صرف پانچ سو میگاواٹ اس کی ڈیڑھ ارب ڈالر، ڈیڑھ ارب ڈالر اس کی Investment ہے پندرہ سو ارب روپے تو یہ آپ اندازہ لگائیں کہ یہ کتنی بڑی Investment ہے تو اگر یہ پرائیوٹ سیکٹر سے آتی ہے، ہمارے پاس اپنے پیسے ہوں تو ہم بالکل شوق سے لگائیں گے لیکن اگر اپنے پیسے نہ ہوں تو یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ہم کہیں کہ نہیں جی، ہمارے پاس بھی پیسے نہیں ہیں اور ہم پرائیویٹ سیکٹر کو بھی نہیں آنے دیں گے، کچھ نہ کچھ فائدہ ہوگا، Investment آئے گی، بجلی بنے گی پاکستان کیلئے اور صوبے کو کچھ نہ کچھ اس کا ریوینو آئے گا۔ میرے خیال میں بابک صاحب نے بہت محنت کی ہے لیکن اگر اس کو تھوڑا سمجھ لیتے، بہرحال میں نے سمجھا دیا، سمارٹ سکولز کی جہاں تک بات ہے، سمارٹ سکول کا Concept یہ ہے کہ یہاں پر آپ نے عموماً دیکھا ہوگا کہ جو کنسٹرکشن ہوتی ہے، اس پر بہت زیادہ ٹائم لگ جاتا ہے، یہ اس اس کو Free predated buildings کہتے ہیں اور یہ تقریباً مہینوں میں کنسٹرشن اس کی ہوجاتی ہے، کمپلیٹ ہوجاتی ہیں اور اس کی جو تین خصوصیات ہیں، ایک نمبر ایک، جو چھ کمروں کا ہم سکول بناتے ہیں، وہ تقریباً اس وقت کوئی ایک کروڑ پچاس، ایک کروڑ، ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کا بنتا ہے، اس کی جو کاسٹ ہوگی، وہ تقریباً ایک کروڑ دس لاکھ روپے کے قریب ہوگی، تو یہ چالیس لاکھ روپے ہیں جس کی Percentage آپ نکالیں تو شاید کوئی 30

پرسنٹ یا35 پرسنٹ کے قریب اس کی کاسٹ کم ہوگی، نمبر ایک۔ پھر نمبر دو، اس پہ موسمی اثرات جو ہیں، Insulation اس کی Proper ہوتی تو گرمی کے، سردی کے، اس کے اثرات کم ہوتے ہیں، زلزلے میں یہ نسبتاً Safe ہوتا ہے، ٹائم کی بچت ہوتی ہے، بہت جلدی بن جاتا ہے اور اس کی ٹیکنکل ڈیٹیلز آئیں گی لیکن یہ بھی تقریباً چالیس پچاس سال یہ کام اس کا چل جاتا ہے جو کہ نارمل بلڈنگز ہوتی ہیں، بلکہ وہ تو جلدی خراب ہو جاتی ہیں۔ یہ ہے سمارٹ سکولز کا سارا Concept اور جنہوں نے جہاں تک بات کی، بہت افسوس کی بات ہے لیکن انہوں نے بات کی تو ابھی مجھے بھی مجبوراً کہنا پڑے گا کہ جی یہ کسی ٹائیگر کو دیا جارہا ہے؟ مقصد ان کا یہ ہے کہ اگر کسی کو سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ پی ٹی آئی کے کسی بندے کو دیا جارہا ہے، ابھی اس کا Concept final نہیں ہوا، ابھی ٹینڈر نہیں ہوا، ابھی کسی کو ٹھیکہ الاٹ نہیں ہوا اور ابھی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ جی کسی کو ایک بندے کو Favor کرنے کیلئے یہ Transparent process ہوگا لیکن مصیبت یہ ہے کہ اکثر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جو لوگ خود جھوٹ بولتے ہیں، ان کو یہ لگتا ہے کہ ساری دنیا جھوٹ بول رہی ہے، اگر کوئی سچ بھی بول رہا ہو، (تالیاں) اب اس بات کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے کہ نہ ٹھیکہ ہوا ہے، نہ کسی کو دیا گیا ہے، نہ کچھ ہوا ہے اور ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ جی کسی کو اوپن ٹینڈرنگ ہوگی اور میں ان کو Invite کرتا ہوں، میں بابک صاحب کو Invite کرتا ہوں، بلکہ ساری اسمبلی کے ممبران کو کہ جس دن ٹھیکہ ہوگا اس کے پراسیس میں آپ لوگ سارے آئیں گے اور اس میں شریک ہوں گے، جہاں پہ آپ کو اعتراض ہوگا، اس کو ہم روک دیں گے، (تالیاں) اس سے زیادہ ہم اور کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر انہوں نے ایک اور بات بھی کی کہ جی یہاں پہ فنڈ کم گیا، اس کو فنڈ زیادہ گیا، بالکل فنڈ کم یا زیادہ گیا ہوگا لیکن میرے خیال میں جتنی پچھلے دور میں زیادتیاں ہوئی ہیں جو کہ Disparity رہی ہے حلقوں میں، وہ اس دفعہ نہیں ہوگی، پچھلی دفعہ جو، اس ڈیٹیل میں نہیں جاتا لیکن اگر کہیں فرق ہے بھی، میں یقین دلاتا ہوں کہ اپنے جتنے بھی حلقے میں جو بھی فنڈ جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ لوگوں کے کام پہ لگے گا، یہ میرا وعدہ ہے کہ جس طرح ان کے دور میں ہوا، یہ پیسہ ان کے ورکروں کے یا کسی ذاتی حجروں پہ نہیں لگے گا ان شاء اللہ، لوگوں پہ لگے گا۔ بہت بہت شکریہ جی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: عنایت خان پلیز۔

راجہ فیصل زمان: جناب! این ٹی ایس کے بارے میں بھی بتادیں۔

وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم: ایک سیکنڈ، این ٹی ایس کا میرے خیال میں یہ پوری جتنی یہاں پہ اسمبلی بیٹھی ہوئی ہے، 25ہزار لوگ بھرتی ہوئے صرف ایک ڈیپارٹمنٹ میں، اب اس کے جو ہیڈز ہیں، ان کو تو ہم نوکری نہیں دے رہے، اس کی اگر ڈگری مجھے نہیں پتہ جعلی ہے یا اصلی ہے، ہمیں تو ان کے سسٹم سے کام ہے، اگر ان کا سسٹم ٹھیک چل رہا ہے، اگر ان کا سسٹم ٹھیک چل رہا ہے اور (مداخلت) بابک صاحب! اگر وہ صبر کی گولیاں ہیں تو Kindly خود کھالیں اور ان کو بھی کھلا دیں کہ میں بات کروں تو پھر یہ بات کرلیں گے۔ سسٹم سے ہمیں غرض ہے، ہمیں Personality سے غرض نہیں ہے، اگر طریقہ ان کا ٹھیک ہے اور سارے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جی Transparent system ہے اور اور بھی کوئی ہو، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن کم از کم اگر تین سو روپے دے کے یا چار سو یا پانچ سو روپے دے کے ان کو کم از کم یہ گارنٹی ہوتی ہے کہ جی ہمارے ساتھ انصاف ہوا ہے تو میرے خیال میں وہ بھی مطمئن ہوتے ہیں، بجائے اس کے کہ پہلے کی طرح تین لاکھ، چار لاکھ، پانچ لاکھ روپے رشوتوں میں لیں (تالیاں) اس سے یہ تین سو روپے میرے خیال میں زیادہ بہتر ہیں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: عنایت خان پلیز، عنایت خان۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات)}: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب! میں کل سے کوشش کر رہا ہوں کہ جو اپوزیشن کے دوست تقاریر کر رہے ہیں، ان کے Notes لوں، ویسے میں جب بجٹ کے اندر کوئی Objectively بجٹ کو ڈسکس کرتا ہے اور بجٹ کے اندر کمزوریاں نکالتا ہے تو میں اس کو Enjoy بھی کرتا ہوں اور اسے سیکھتا بھی ہوں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ہم بجٹ کے اوپر Objectively بات نہیں کرتے ہیں اور ہم سیاسی بات کرتے ہیں۔ اپوزیشن لیڈر نے آغاز اس جملے سے کیا کہ وزیر خزانہ کو، وزراء کو بجٹ کا خود پتہ نہیں کہ بجٹ کیا ہے؟ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے نہ صرف یہ بجٹ بنایا ہے، بلکہ اس کو ہم نے Digest کیا ہے، ایک ایک جملے کو، ہمیں پتہ ہے کہ کہاں سے

کونسی انکم آرہی ہے، فیڈرل گورنمنٹ سے کس کس مد میں کتنی انکم آرہی ہے، ہماری اپنی انکم کیا ہے اور ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ ہماری اپنی انکم کے اندر کیا اور کونسی کمی آئی ہے؟ آج صاحبزادہ ثناءاللہ صاحب نے وعدوں کی بات کی، انصاف کی بات کی، تو ان کو اپنے لیڈر کی یہ بات یاد نہیں رہی کہ جب انہوں نے Statement دیا تھا کہ "چې وعده چې د ه څه د قرآن تکے نه د ے" اور جب سود کی بات آگئی تو مولانا طارق صاحب کی طرف سے آوازیں کسنے لگیں کہ یہ حلال سود ہے، تو آپ کو یہ پتہ نہیں ہے کہ آپ کی گورنمنٹ نے پچھلے سال ایک ہزار ارب روپے بینکوں سے، اندرونی بینکوں سے قرضے بھی لئے ہوئے ہیں فیڈرل گورنمنٹ نے، آپ کو یہ پتہ نہیں ہے کہ آپ کی حکومت آئی ایم ایف کے ذریعے سے چلتی ہے And you are part of that government، دیکھیں جب آپ کرپشن کی بات کرتے ہیں میں آرہا ہوں، میں اپنی بات کہہ رہا ہوں، آپ چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔ (مداخلت)

(مداخلت)

جناب سپیکر: آپ پلیز پلیز۔

سینیئر وزیر (بلدیات): میں اس کی وضاحت کر رہا ہوں، When we talk۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔ جی آپ پلیز۔ آرڈر آرڈر آف دی ہاؤس، پلیز۔

سینیئر وزیر (بلدیات): ان کو حوصلہ رکھنا چاہیئے، مجھے سنیں، ان کو حوصلہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

سینیئر وزیر (بلدیات): دیکھیں، سود کی جب بات ہوتی ہے، ہم سود کے مخالف ہیں، ہم سود کے Against سپریم کورٹ میں گئے ہیں، ہم نے سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا سود کے Against لیکن We are part of the system.

جناب سپیکر: پلیز، آپ۔

سینیئر وزیر (بلدیات): We are part of the system، ہماری آئیڈیالوجی یہ ہے کہ ہم اس ملک کے اندر اس سسٹم کے خلاف ڈیموکریٹک طریقے سے جدوجہد کریں گے اور جمہوریت کے اندر ہمیں اکثریت ملی تو اس سسٹم سے صحیح چھٹکارا لوگوں کو دلائیں گے، جب ہمیں اکثریت ملے گی تو ہم یہ کام کریں گے لیکن ہم بندوق لے کے جنگ نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: پلیز، آپ۔

سینیئر وزیر (بلدیات): We are part of the system اسلئے میں، یہ بات نہیں ہے حقائق ان کو سمجھنے کی ان کو، جب یہ وعدے کی بات کرتے ہیں تو میں ان سے پوچھوں گا کہ جو پی ایس ڈی پی کے اندر پراجیکٹس Reflect ہوئے ہیں اور وزیر اعظم صاحب نے خیبر پختونخوا کے اندر دورے کئے اور انہوں نے اعلانات کئے ہیں اور انہوں نے بنوں ایئر پورٹ کا اعلان کیا، مانسہرہ ایئر پورٹ کا اعلان کیا، لکی یونیورسٹی کا اعلان کیا، چکدرہ کالام Expressway سوات Expressway اور اور بھی بہت سے پراجیکٹس کا اعلان کیا، یہ مجھے بتائیں کہ پی ایس ڈی پی کی اندران پراجیکٹس کیلئے کوہاٹ سے لیکر ڈی آئی خان تک اس کو موٹر وے بنانے کا Dual high اس کے بنانے کا اعلان کیا تھا، اس کا وعدہ کیا تھا احسن اقبال صاحب نے، خود اپوزیشن لیڈر اس میں موجود تھے، یہ بتائیں کہ پی ایس ڈی پی کے اندر اس کیلئے کتنے پیسے رکھے گئے ہیں، اگر کوئی مسلم لیگ نون کا دوست بجٹ سپیچ میں حصہ لینا چاہتا ہے تو یہ فگرز ہمیں تھوڑا بتادیں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے اس کیلئے کتنے پیسے رکھیں ہیں؟ جناب سپیکر! بات ہوئی ہے کہ وزیر خزانہ صاحب بھی اس کی وضاحت کریں گے اور بابک صاحب نے اس نکتے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ 44 سال کے اندر Revised estimate ریکارڈ حد تک کم ہوئی ہے، ویسے جو آپ 44 سال کی بات کرتے ہیں جناب سپیکر صاحب! جب 44 سال کی بات کرتے ہیں تو کسی زمانے میں پورا بجٹ دس ارب روپے کا بھی نہیں ہوا کرتا تھا، ابھی دس پندرہ سال پہلے سے سو ارب سے زیادہ بجٹ نہیں تھا، پورا بجٹ، اور آپ کا بجٹ جو ہے پانچ سو پانچ ارب روپے تک پہنچ گیا ہے اسلئے Inflation کے نتیجے میں یہ اوپر نیچے، یہ اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے جو صوبائی حکومت ہے، وہ 90 percent dependant ہوتی ہے فیڈرل گورنمنٹ کے اوپر، اس وقت جو ہمارا بجٹ ہے، اس میں ہمارا اپنا Share ہے 87 بلین اور 418 ارب روپے ہمیں فیڈرل گورنمنٹ سے ملیں گے، اسلئے جب پچھلے سال ہم نے تخمینے لگائے تھے، ہم نے Forecast کیا تھا، وہ ہم نے نہیں کیا تھا، وہ فیڈرل گورنمنٹ کے بجٹ میں Forecast ہوا تھا کہ Divisible pool سے اتنے پیسے صوبوں کو ملیں گے اور ٹیکس Tax collection میں اتنے پیسے آئیں گے، جب وہاں کمی آئی تو یہاں بھی اس کی کمی آئی اور دیکھیں جب ہم نے Reflect کیا تھا 51 ارب روپے نیٹ ہائیڈل پرافٹ کا تو

That was our right, that is our right جس کو فیڈرل گورنمنٹ نے تسلیم کیا ہے، انہوں نے لکھ کے دیا ہے، اگر انہوں نے لکھ کے دیا ہے تو کیا ہم اس کو اپنے بجٹ کے اندر Reflect نہ کریں؟ انہوں نے خود 18 ارب روپیہ لکھ دیا ہے اس سال کا کہ ہم آپ کو 18 ارب روپے نیٹ ہائیڈل پرافٹ کی مد میں دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ پلیز پلیز، دونوں ڈسکس ہو سکتے ہیں۔

سینیئر وزیر (بلدیات): یہ میں 18 ارب روپے کی بات کر رہا ہوں، آپ کہتے ہیں کہ آپ نے کیوں یہ لکھا ہے؟ یہ خود آپ کی موجودگی میں، خود ان کی موجودگی میں یہ 25 ارب روپے اور 18 ارب روپے یہ سارے یہ اپوزیشن کے پارلیمانی لیڈرز They were part of those delegations کہ جس میں انہوں نے یہ Commit کیا ہے، لکھ کر دیا ہے، یہ ہم صوبائی حکومت کو دیں گے، اسلئے اگر وہ اپنے وعدے سے پھرتے ہیں تو پھر وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں، ہم نہیں کرتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! یہاں انصاف کی بات ہوتی ہے کہ وسائل کی تقسیم انصاف سے نہیں ہوتی ہے، میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہم عدل اور انصاف کی بات کرتے ہیں تو Absolute انصاف جو ہے صرف آخرت کے اندر ہو گا، یہ ہم Relative انصاف کی بات کرتے ہیں، یہاں انسان ہیں، یہاں کوئی Absolute honest انصاف نہیں ہو سکتا ہے، Nobody is absolutely honest اور نہ کوئی Absolute انصاف ہو سکتا ہے تو میں آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں، مجھے اپوزیشن کے ایک، مسلم لیگ نون کے ایک ایم پی اے نے کہا، میں اس کا نام اسلئے نہیں لینا چاہوں گا کہ یہ بات انہوں نے مجھے Privately بتا دی اور میں وضاحت کرتا چلوں کہ وجیہہ الزمان نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ اس حکومت کے اندر ہزارہ سے تعلق رکھنے والے مسلم لیگ نون کے ایک ایم پی اے نے مجھے کہا کہ اس حکومت سے مجھے ڈیڑھ ارب روپے پچھلے تین سال کے اندر ڈیویلپمنٹ کی مد میں ملے ہیں، اس وزیر اعلیٰ کے اوپر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ان کے ایم این ایز کی طرف سے یہ سارے فنڈز اور بجٹ جو ہے، وہ اپوزیشن کو دے رہا ہے اسلئے میں دوسری مرتبہ حکومتوں کے اندر آ رہا ہوں، میری اپنی Assessment یہ ہے، میں دوسری مرتبہ اسمبلی کے اندر آ رہا ہوں، میری اپنی Assessment یہ ہے کہ اس حکومت کے اندر اپوزیشن کے ایم پی اے کو سب سے زیادہ حصہ دیا جاتا رہا

ہے، Specifically سردار حسین بابک صاحب نے لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے بات اٹھائی تھی، میں لوکل گورنمنٹ کے اوپر آتا ہوں لیکن میں یہ بتاتا چلوں کہ یہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشنز ہم نے کسی کے دباؤ میں نہیں کئے ہیں، یہ میں نے اور چیف منسٹر صاحب نے خود جا کے دسمبر کے اندر چیف الیکشن کمشنر کے ساتھ میٹنگ کی، تاریخ طے ہوئی، اس کے بعد سپریم کورٹ کا Decision آیا ہے اور میں آپ کو بتاتا چلوں کہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشنز بلوچستان میں بھی ہوئے ہیں، سندھ میں بھی ہوئے ہیں، پنجاب میں بھی ہوئے ہیں لیکن ابھی تک ان کو نہ اختیارات منتقل ہوئے ہیں، نہ وہ کمپلیٹ ہیں، صرف خیبر پختونخوا ہے کہ جس نے لوکل گورنمنٹ الیکشنز کئے ہیں، اختیارات بھی منتقل کئے ہیں، فنڈز بھی منتقل کئے ہیں۔ فنڈز کے اندر اگر کمی آئی ہے تو اس وجہ سے آئی ہے کہ صوبائی حکومت کے اپنے فنڈز کے اوپر، اپنی اے ڈی پی پر بیس پرسنٹ کٹ لگا ہے، 142 ارب سے صوبائی حکومت کی اے ڈی پی کم ہو کے 113 ارب ہو گئی ہے، یہی کٹ ہے جو کہ ضلعوں کے اوپر بھی لگا ہے، کوئی کٹ ضلعوں کی حکومتوں کے اوپر نہیں لگا ہے۔ اس کے علاوہ جو ضلعی حکومتوں کی مشکلات ہیں، اس حوالے سے چیف منسٹر صاحب نے کمیٹی بنائی ہے، میری سربراہی میں کمیٹی بنائی ہے، اس کا ایک اجلاس ہوا ہے، ہم نے ناظمین کو بلایا ہے اور ہم نے تمام پولیٹکل، یعنی پچھلے سیشن میں میں نے جماعت اسلامی اور پی ٹی آئی کے ناظمین کو سنا تھا، اگلے Monday کو میں مسلم لیگ نون، اے این پی اور جے یو آئی ان کے 'سیلکٹڈ' ناظمین کو جو کہ Active رہے ہیں، ناظمین کے حقوق کے حوالے سے، میں ان کو بلا رہا ہوں، ان کے ساتھ میری میٹنگ ہے اور ہم نے کچھ چیزوں پہ Already ان کے ساتھ اتفاق کیا ہوا ہے، ان کے مشورے سے گائیڈ لائنز کے اندر امنڈمنٹس کر رہے ہیں، Implementation کے حوالے سے، Execution کے حوالے سے امنڈمنٹس کر رہے ہیں، ان کے پاس جتنی بھی مشکلات ہیں، جتنے بھی ان کے پرابلمز ہیں، ان سب کے اوپر ہم نے Openly، بڑے کھلے دل کے ساتھ ان کے ساتھ ڈیبیٹ کی ہوئی ہے اور میں ایشورنس دلاتا ہوں کہ میں لوکل گورنمنٹ سسٹم سے نکلا ہوں اور میں خود لوکل گورنمنٹ سسٹم کے ذریعے سے پہنچ کے یہاں آیا ہوں، اسلئے ہم اس لوکل سسٹم کو ناکام نہیں ہونے دیں گے اور ہم اس لوکل سسٹم کے اندر جتنے بھی پرابلمز ہیں، ان کو ایڈریس کریں گے، ان کو ان کے مشورے کے ساتھ ان شاءاللہ تعالیٰ ایڈریس کریں گے۔ جناب سپیکر! یہاں بجٹ

کے اوپر جو ڈسکشن ہوئی، اس میں سردار حسین صاحب نے، سردار حسین جو چترالی ہیں، راجہ فیصل زمان صاحب اور سردار حسین بابک صاحب، صاحبزادہ ثناءاللہ صاحب اور اس طرح اپوزیشن لیڈر نے، کل نلوٹھا صاحب نے، ان سب نے بجٹ کے اوپر جو نکات اٹھائے تھے، اس میں تقریباً ستر اسی فیصد، نوے فیصد ایسے ہیں کہ ہم نے اپنی گفتگو کے اندر Cover کر دیئے ہیں لیکن فنانس منسٹر جو ہیں، وہ Notes لے رہے ہیں اور جو ہم سے رہ جاتے ہیں، وہ Notes، باقی اس پر فنانس منسٹر صاحب Respond کریں گے لیکن میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، وہ انتہائی 'بیلنسڈ' اور متوازن بجٹ ہے، خسارے کا بجٹ نہیں ہے اور اس میں آمدن و خرچ کا جو اندازہ لگایا گیا ہے اس سال، بڑے سوچ سمجھ کر لگایا گیا ہے اور اس پر مسلسل ڈسکشنز ہوئی ہیں، سکندر خان کابینہ کے سینیئر منسٹر ہیں، ان کی قیادت میں صوبائی حکومت نے کمیٹی بنائی تھی اور اس کے ساتھ فنانس منسٹر تھے، ایڈیشنل چیف سیکرٹری تھے، ان کے ساتھ عاطف خان اور شاہ فرمان اس کمیٹی کے اندر، کیبنٹ کی ایک ایگزیکٹیو کمیٹی تھی، کیبنٹ کی، اس ایگزیکٹیو کمیٹی نے مسلسل دن رات ایک کر کے اس بجٹ ڈاکیومنٹ کے اوپر کام کیا ہے اور یہ بجٹ ڈاکیومنٹ جو ہے یہ سیاسی قیادت کی، ان کی کاوشوں کی بجٹ ڈاکیومنٹ ہے، یہ ہیرا پھیری نہیں ہے، اس کے اندر سوچ سمجھ کر آمدن و خرچ کا اندازہ لگایا گیا ہے ہر ایک ہیڈ کے اندر اور جہاں جہاں پچھلے سال فیڈرل گورنمنٹ سے جو کمی آئی تھی، ان ان ہیڈز کے اندر ہم نے بڑے محتاط ہو کر پروجیکشنز کئے ہیں، صوبائی حکومت کے اندر بھی جن ہیڈز کے اندر کمی آئی تھی، وہاں بھی انہوں نے بڑے محتاط طریقے سے پروجیکشنز کئے ہیں اور اس کے نتیجے میں ایک 'بیلنسڈ' ڈاکیومنٹ اور ایک 'بیلنسڈ' بجٹ تیار کیا ہوا ہے، مجھے امید ہے ان شاءاللہ تعالیٰ کہ اس کو Implement کرنے کے نتیجے میں اس صوبے کے اندر خوشگوار تبدیلی آئے گی، Before I conclude، یہ بات بار بار ہوتی ہے کہ اس حکومت کے اندر کوئی میگا پراجیکٹس نہیں ہوئے ہیں، اس پشاور سٹی کے اندر چار فلائی اوورز اس حکومت نے شروع کئے ہیں، دو فلائی اوورز اس حکومت نے مکمل کئے ہیں، پرانی حکومت کا ایک Sick flyover اس حکومت نے مکمل کیا ہے اور اس کے علاوہ اس پشاور سٹی کے اندر رنگ روڈ کے اوپر کام مکمل ہوا ہے، جی ٹی، جمرود روڈ کے اوپر کام مکمل ہوا ہے، ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کے اندر چھ ارب روپے کا Uplifting beautification کا منصوبہ جاری ہے، اس کے ساتھ ساتھ مختلف ضلعوں کے اندر یونیورسٹیز اور

میڈیکل کالجز کے اوپر کام جاری ہے اور اس سال سوات ایکسپریس وے کیلئے پیسے رکھے گئے ہیں، اس پر کام شروع ہو گا اور اسی حکومت کے Tenure میں Complete ہو گا، اسلئے میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس حکومت کے End پر ان کے میگا پراجیکٹس کو گن لیں گے تو میں یقین سے کہتا ہوں، کہہ سکتا ہوں کہ اس کی کوالٹی اور Quantity گزشتہ حکومتوں سے ان شاءاللہ، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ زیادہ ہو گی۔ Thank you very much جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: فخر زمان، فخر زمان صاحب۔

جناب شکیل احمد (مشیر بہبود آبادی): جناب سپیکر! مجھے موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ کو دے دیں گے نا، اس کے بعد آپ کو دے دیں گے، ایک منٹ جی آپ، جی فخر زمان صاحب، فخر زمان صاحب پلیز، فخر اعظم وزیر صاحب، پلیز۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! زه اول ستاسو شکریه ادا کوم چې تاسو ما ته په بجټ باندې د تقریر موقع راکړه۔ زما نه مخکښې زمونږ چې کوم پارلیمنټیرینز دی، ټولو خبرې اوکړې خو زه به لږ داسې خبره اوکړم چې بنیادی خبرې دی، اختصار سره به ئې اوکړم۔ موجوده بجټ چې کوم دے 505 ارب روپۍ دے، پیش شوے دے خو لکه مونږ چې اوګورو نو مخکښې هم په 2013 او 2014 کښې 78 ارب روپۍ Lapse شوے، بیا په 15-2014 کښې 70 ارب او په 16-2015 کښې ایک ارب باره روپے، باره ارب او ترقیاتی کارونه صرف 33 فیصد اوشول نو دا خو مخکښې بجټ خو راځی چې څه به کیږی خو اول چې دا اوګورو چې دا درې کاله تیر شول او دا کارونه نه کیږی، د دغې بنیادی څه وجوهات دی؟ نو اول وجه خو دا ده چې کنسلټنټس تاسو متعارف کړی دی، کنسلټنسی، کنسلټنټس نابالغ دی، په کار دوئ نه پوهیږی، ډیپارټمنټ او د کنسلټنسی مینځ کښې یو سرد جنګ روان دے، کنسلټنټس چې یو رپورټ اولیکی، هلته ئے ډیپارټمنټ Reject کړی، نو تین سال نه خو دا شے روان دے چې د هغې په وجه کوم کارونه چې دی هغه د التواء شکار دی، کار نه کیږی۔ دویمه خبره هغه ستاسو د بیوروکریسی چې کوم جنګ روان دے چې د هغه په وجه ټول کارونه او د دغې صوبې ترقیاتی کارونو باندې ډیر اثر واچیدو،

پریوتو۔ آئین دا وائی، دا د Before 18th Amendment، آئین دا وائی، دا اتهارهویں ترمیم نه مخکښې، د The Executive Authority آرټیکل 129 وائی: The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him either directly or through officer subordinate to him, in accordance with the Constitution. دا

Before 18th amendment ستا ایګزیکټیو اتهارټی ستا ګورنر او ستا سیکټریان دی چې کله اتهارهویں ترمیم اوشو نو هغې نه پس ستا آئین وائی:

Article 129:- Subject to the Constitution, the executive authority of the Province shall be exercised in the name of the Governor by the Provincial Government, consisting of the Chief Minister and Provincial Ministers which shall act through the Chief Minister. In the performance of his functions under the Constitution, the Chief Minister may act either directly or through the Provincial Ministers.

اتهارهویں ترمیم نه پس ستاسو منسټران صاحبان چیف ایګزیکټیوز دی، ستا وزیراعلیٰ چیف ایګزیکیټیو دے۔ دلته سیکرټریان په تاسو بره ناست دی، تاسو ورته لاندې یئ نو چې څو پورې ستاسو رولز آف بزنس جوړ کړئ، رولز آف بزنس جوړ کړئ، دا منسټران صاحبان دا Empower کړئ چې دا Empower شی نو ان شاءالله دا کوم چې ترقیاتی کارونه دی، دا به زر زر اوځی، دا صوبه به د روانه شی، صوبه نن چې کومه ده، دا جمود کا شکار ځکه ده چې دلته د بیوروکریسی غلبه ده، بیوروکریسی غلبه ده، حالانکه آئین تا ته اختیار درکړے دے، د آئین چیف ایګزیکټیو ته ئې او دلته چې کوم دے د بیوروکریسی غلبه ده، نو مونږ دا وایو، دا زما دې هاؤس ته اپیل او جناب سپیکر صاحب! چې رولز آف بزنس د صوبې کار دے، اتهارهویں ترمیم فیډرل ګورنمنټ جوړ کړو خو رولز آف بزنس د دغې اسمبلئ کار دے چې رولز آف بزنس ته جوړ کړې او د آرټیکل 129 د صحیح Implementation اوشی چې هغه خپل منسټرانو ته څه اختیار ملاؤ شی نو بیا به دا کارونه، ترقیاتی کارونه به کیږی او دا پیسې به نه Lapse کیږی او که دا سې حال وی نو Already په کهربونو دوئ Lapse کړې، بیا به ئے Lapse کوئ، بیا به ئے Lapse کوئ، بیا به ئے Lapse کوئ نو دا بجټ به هیڅ فائده نه کوی۔ دا د خسارې بجټ شو بیا نو بله خبره دا ده چې څه رنګې زمونږ منسټرصاحب ذکر

اوکړو لکه دا تیس ارب روپئ چې تاسو اخستې دی په سود ، نو چې تیس ارب روپئ مو په سود اخستې دی، یو طرف ته وایئ چې مونږ اسلامی فلاحی مملکت د مدینې سټیټ جوړوؤ او بل طرف ته سود در سود ، سود قرآن پاک کښې اللّٰه تعالیٰ وائی چې زه اعلان جنګ ورسره کوم، تاسو څه رنګې سودونه اخلئ؟ یو طرف ته اسلامی خبره کوئ، یو طرف ته چې کومه دے د فلاحی خبره کوئ او بل طرف ته سود اخلئ، دا ډیره د شرم خبره ده، دا ډیره د شرم خبره ده چې سود ، سود په اسلام کښې منع دے ، سود په اسلام کښې خدائے پاک وائی چې ما سره اعلان جنګ کوی او دلته چغه وهئ چې مونږ اسلام راولو، مونږ اسلامی پارټی یو او بل طرف ته دې سود اخلی، ډیره د شرم خبره ده جناب سپیکر صاحب! دا د دغې اسمبلئ هم توهین دے ، نو بله خبره دا ده چې تنخواګانو کښې تاسو په دغه بجټ کښې اعلان کړے دے چې دس فیصد اضافه مونږ کوؤ، دس فیصد، دا یو ښه Step دے ، مونږ ئے Appreciate کوؤ، بل طرف ته د ورکر ویلفیئر بورډ ملازمین پانچ مهینے نه تنخواګانو ته غریبان مړه شول، اچها هغې ته، هغې ته نشته پیسې، هغلته لوکل ګورنمنټ چې کوم نوکران دی، TMAs ، هغه ته مطلب دے تنخواګانې نشته او بل طرف ته وایئ چې ما تنخواګانې زیاتې کړې، زه وایم چې نه جناب سپیکر صاحب! اول خو چې کوم Already aggrieved خلق دی چې کومو ته تکلیف دے ، ته هغوی Compensate کړه نو هغې نه پس راځه چې کومې تنخواګانې زیاتوې نو،Most welcome, most welcome خو هغه چې موجوده کوم خلق دی چې کوم خلق۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ شکریہ، یہ یہاں سے ایک بات کرلے گا، میڈم بات کرلے گا، قربان خان، سب کو ٹائم دوں گا۔Don't you worry، میں ٹائم دوں گا ان شاءاللہ سب کو۔ جی بیٹنی صاحب! بیټنی صاحب نه پس به تا له درکړم۔ (شور) آپ وائنڈ اپ کرلیں جی پلیز، وائنڈاپ کریں پلیز، بیٹنی صاحب، بیٹنی صاحب۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب، جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: آپ بس، آپ ٹائم، بیٹنی صاحب، بیٹنی صاحب (شور) بیٹنی صاحب، بیٹنی صاحب، ٹائم دوں گا سب کو، بیٹنی صاحب، پلیز۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب سپیکر! ما دا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں پلیز، آپ تشریف رکھیں پلیز، اس طرح نہیں ہے نا، سب کو موقع دیں گے نا، پلیز پلیز، بیٹنی صاحب۔

جناب محمود احمد خان: سر سپیکر صاحب! خالی پینځه منټه خبره کوم، ډیره مهربانی۔۔۔

مشیر بہبود آبادی: سپیکر صاحب! ما له۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دې نه پس به تا له درکوم، بیٹنی صاحب! بسم اللہ جی۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: فخر اعظم صاحب! آپ بیٹھ جائیں جی، آپ بیٹھ جائیں پلیز۔۔۔۔۔

جناب محمود احمد خان: سپیکر صاحب! اوډ ریږه چې هغه خو چې غلے خو شی کنه۔

جناب سپیکر: بیٹنی صاحب، بیٹنی صاحب! آپ پلیز۔

جناب محمود احمد خان: (شور) سپیکر صاحب څه اوکړم؟

جناب سپیکر: بیٹنی صاحب! آپ شروع کرلیں نا، پلیز۔

جناب محمود احمد خان: جی هغه خو کښینی کنه۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: فخر اعظم صاحب! آپ بیٹھ جائیں، آپ بیٹھ جائیں پلیز، دیکھیں اس طرح تو نہیں ہے، آپ اس طرح تو نہیں ہے، بیٹنی، بیٹنی پلیز آپ بات کرلیں، پلیز آپ بات، بیٹھ جائیں جی پلیز، بیٹھ جائیں آپ پلیز (شور) اس طرح نہیں ہوتا ناں کہ اگر اس طرح، اس طرح کوئی طریقہ تو نہیں ہے، سب کو ٹائم دوں گا۔ جی بیٹنی صاحب پلیز آپ بات کرلیں، بیٹنی صاحب! آپ بات کریں جی، آپ اپنی بات کرلیں، یار! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، آپ بیٹھ جائیں پلیز، آپ بیٹھ جائیں، آپ بیٹھ جائیں، یہ طریقہ نہیں ہے، اس طرح تو کوئی اسمبلی نہیں چلتی، آپ اگر چاہتے ہیں تو پھر آپ نہیں کریں گے اس طرح، ہاں جی پلیز بیٹنی صاحب! بات کرلیں پلیز۔

جناب محمود احمد خان: مهربانی سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: فخر اعظم صاحب! آپ بیٹھ جائیں نا، پلیز بیٹھ جائیں آپ، شکیل صاحب! آپ بات کر لیں (شور) بیٹھ جائیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

مشیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! زه مشکور یم چې ما ته مو هم موقع را کړه۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ظفر صاحب! مجھے طریقہ آتا ہے، مجھے آپ اس طرح مجبور نہ کریں نا، آپ مجھے مجبور نہ کریں، دیکھیں پلیز، آپ بیٹھ جائیں پلیز، میں آخری بار آپ کو کہتا ہوں کہ بیٹھ جائیں پلیز، اس کو سمجھا، بیٹھ جائیں، بیٹھ جائیں، بیٹھ جائیں پلیز، بیٹھ جائیں، بیٹھ جائیں، بس ہو گیا جی۔ جی شکیل صاحب۔

مشیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! زه مشکور یم چې ما له هم په بجټ سپیچ مو موقع را کړه۔ جناب سپیکر! زه د بجټ (شور) د بجټ نه مخکښې جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں میں، آپ مہربانی کریں اپنی حد میں رہیں، پلیز اپنی حد میں رہیں، آپ اپنی حد میں رہیں، بس پلیز، آپ پلیز اپنی حد میں رہیں، اپنی حد میں رہیں، آپ پلیز۔

(شور)

مشیر بہبود آبادی: فخر اعظم خان! زه ریکویسټ کوم، زما مور بیماره ده، زه خپل سپیچ کوم ځم کلی ته جی، هغه هسپتال کښې ده، زه ریکویسټ کوم جی، زه ریکویسټ کوم۔۔۔۔۔

(شور اور قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یار! یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے، یا تو میں وائنڈ اپ کر لوں گا، میں وائنڈ اپ کر لوں گا، یہ طریقہ نہیں ہے بالکل، آپ بیٹھ جائیں پلیز، آپ بیٹھ جائیں پلیز۔

مشیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! زه مشکور یم چې ما له مو فلور را کړو۔ په بجټ د سپیچ نه مخکښې د وه درې ایشوز دی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: زه یو منټ، یو خبره کوم، تاسو لږ یار، یو مهربانی او کړئ جی، ګوره دا زمونږ 'آکسټ هاؤس' دے، هر سړے به، که دا طریقه کیږی نو بیا خو به دا ټول

سسټم، زه خو به تاسو ټولو له موقع درکومه، نو که په دې طریقه باندې هر سړے او دریږی او هغه خپل ټول دغه کوی نو د بل حق پکښې وهلې کیږی نو مهربانی او کړئ لږ د ډیکورم خیال ساتئ، لږ د پروسیجر چې دے، دا ستاسو په عزت کښې ده، که د دې اسمبلئ عزت وی نو ستاسو به عزت وی۔ جی شکیل خان۔

مشیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! زه مشکور یم، زه کوشش کوم چې خپلې خبرې مختصر وخت کښې را غونډې کړم خو د بجټ سپیچ نه مخکښې دوه درې Important issues دی، زه هغه ستاسو نوټس کښې راولم، د دې ایوان په نوټس کښې راولم او ستاسو مدد او چیف منسټر صاحب مدد ما ته په هغې کښې پکار دے۔ اولنې جناب سپیکر! ملاکنډ ډویژن د ټیکس او د کسټم ایکټ د ایکسټینشن کومه خبره چې ده، کله چې په 1962 کښې ریاست سوات Merge کیدو، کله چې په 1963 کښې دیر ریاست Merge کیدو په ریاست پاکستان کښې، هغه وخت کښې څه معاهدې شوې وې او هغې کښې ئے ټیکس Exemption ئے ملاکنډ ډویژن له ورکړے وو، بیا ملاکنډ ډویژن مسلسل د طالبانو د دهشت ګردئ د وجې متاثر شو، د فوجی آپریشن د وجې متاثره شو، لکهونه انسانان مړه دی، د هغوی معیشت تباه شوے دے او د هغې سره قدرتی آفات، په 2010 کښې چې کوم فلډ راغلے وو، په 2015کښې چې کومه زلزله راغلې وه، پکار دا ده چې هغې ته مونږ پیکج ورکړو، هغې ته مونږ مراعات ورکړو۔ د چیف منسټر صاحب زه مشکور یم چې هغوی سمری اولیږله خو فیډرل ګورنمنټ هغه سمری Regret کړه، زما ریکویسټ به دا وی چیف منسټر صاحب ته چې هغه Personally دیکښې انټرسټ واخلې او فیډرل ګورنمنټ سره دا خبره Tackle کړی او تاسو ته هم زما دا ریکویسټ دے چې دیکښې خپل کردار ادا کړئ۔ دویمه مسئله جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں میں ریکویسٹ یہ کروں گا کہ آپ کسی دن بھی ایک جوائنٹ ریزولیوشن پھر لے کے لائیں تاکہ ہم اسمبلی سے ایک جوائنٹ ریزولیوشن پاس کر لیں۔

مشیر بہبود آبادی: دویمه مسئله جناب سپیکر! د ملاکنډ لیویز په حواله ده، په ملاکنډ ډویژن کښې مختلف ډسټرکټس کښې لیویز دی، د سیفران لاندې خو د هغې

ډیوټی چې ده، هغه د Escort او د پروټوکول ډیوټی ده، ملاکنډ ډسټرکټ کښې د هغې Role چې دے، هغه بدل دے، ملاکنډ ډسټرکټ کښې لیویز چې ده هغه ریګولر پولیسنګ کوی، د هغوی مراعات کوم دی، د هغوی راشن منی نشته، د هغوی سټیشنری نشته، د هغوی پی او ایل نشته، د هغوی چې کوم شهداء پیکج دے، چې کوم پولیس ته تیس لاکھ ملاویږی او لیویز ته پانچ لاکھ ملاویږی، بیا چې کله سوات کښې Militancy په عروج باندې وه او هغوی کله مومنټ شروع کړو، ډاؤن ډسټرکټس ته راتلل، ملاکنډ لیویز وه چې هغوی قربانی ورکړې وه، هغه دهشت ګرد ئے په ملاکنډ کښې نه رکاؤ کړی وو بلکه هغوی ئے پسپا کړی وو او بلها لیویز چې دی، هغوی شهادتونه ورکړی وو، نو زما دغه هم ریکویسټ دے چې پراونشل ګورنمنټ چونکه لیویز سیفران سره دی، ملاکنډ لویز ریګولر پولیسنګ ډیوټی کوی نو د هغې د پاره د خاطر خواه پیکج اناؤنس شی په دې بجټ کښې چې د هغوی مراعات او د هغوی ضرورتونه چې دی، هغه پوره شی او د هغوی مشکلاتو کښې کمے راشی۔ دریمه کومه Important مسئله چې ده جناب سپیکر! هغه د بجلئ ده، ملاکنډ ډسټرکټ 121 میګا واټ بجلی دې وخت کښې نیشنل ګرډ سټیشن ته ورکوی، سسټم ته ورکوی خو د ټولو نه بد ترین لوډ شیډنګ هغه په ملاکنډ ډویژن کښې دے، د پوره د ملاکنډ ډویژن ضرورت چې دے، هغه تیس چالیس میګاواټ دے او جناب سپیکر! په هغې باندې فیډرل ګورنمنټ اربونه کهربونه روپئ ګټی او بیا زمونږ د وولټیج مسئله ده هلته او د هغې پرافټ څه حصه چې ده، هغه صوبائی حکومت ته هم راځی، زما دا ریکویسټ بیا چیف منسټر صاحب ته دے، صوبائی حکومت ته دے او تاسو ته دے چې په دې هم د فیډرل ګورنمنټ سره د واپډا د منسټر سره، د واپډا د چیئرمین سره دا Issue tackle کړئ۔ بیا هلته دوه ګرډ سټیشنې دی چې د هغې د وجې نه د وولټیج مسئله ده او که هغه ګرډ سټیشنې In time جوړې شی نو د وولټیج مسئله حل کیدې شی۔ دغه دواړه ګرډ سټیشنې جناب سپیکر! په 2004 کښې دا Approved شوی دی، له اول نه ورته فیډرل ګورنمنټ واپډا فنډز نه ورکول او اته میاشتې مخکښې هغې ته فنډز هم ملاؤ شوی دی، لینډ اونرز ته پیمنټس هم شوی دی، هغې کښې هم زما دا ریکویسټ دے چې تاسو او چیف

منسټر صاحب فیډرل ګورنمنټ سره، واپډا منسټر سره، واپډا چیئرمین سره دا ایشو هم Tackle کړئ چې دغه ګرډ سټیشن باندې فوری کار شروع شی چې د کم وولټیج او د زیات لوډ شیډنګ دا مسئله حل شی۔ جناب سپیکر! زه کوشش کوم چې وخت لږ واخلم، زه اوس په بجټ باندې جناب سپیکر! خبره کوم، کله چې هم دلته بجټ جوړیږی، د خلقو توقعات وی او بیا په داسې ریاست کښې مونږ ژوند تیروؤ چې هلته پینځه فیصده حکمران طبقات چې دی، هغه اختیار هم د هغوی په کنټرول کښې دے، وسائل هم د هغوی په کنټرول کښې دی، بجټ هم هغوی جوړوی او دغه بجټ کښې صرف د پینځه فیصده حکمران طبقاتو د مفاداتو تحفظ کیږی۔ نن په پاکستانی ریاست کښې، نن په دې صوبه کښې ستر فیصد انسانانو ته د څښکلو صفا اوبه نه ملاویږی، نن روزانه بنیادونو باندې په سوؤنو ماشومان په دې صوبه کښې د مناسب علاج او خوراک د کمی د وجې نه هغوی مری، په زرګونو زمونږ زنانه چې دی هر کال هغه د Pregnancy دوران کښې د مناسب علاج د نیشتوالی د وجې نه مری، 54% نه زیات انسانان جناب سپیکر! د Poverty line نه، د غربت د لکیرې نه لاندې ژوند تیروی، نن دلته د بیروزګارو یو فوج ظفر موج چې هغه موجود دے جناب سپیکر! د دغو خلقو توقعات دا وی چې بجټ راځی زمونږ دا بنیادی مسئلې به حل شی خو چې هر کله بجټ راځی، هغه صرف د حکمران طبقاتو د مفاداتو د پاره وی او د هغه خلقو هغه امیدونه، (تالیاں) د هغه خلقو هغه آس، د هغې خلقو هغه ارمانونه چې دی، هغه په مایوسئ کښې بدل شی، جناب سپیکر! زه نه پوهیږم چې دا بجټ څوک جوړوی او په کوم سوچ ئے جوړوی؟ که نن ایجوکیشن لویه مسئله ده، که نن هیلتھ لویه مسئله ده، (تالیاں) که نن ټیررازم لویه مسئله ده خو د هغې نه لویه مسئله (تالیاں) لږ مهربانی به وی جی، د هغې نه لویه مسئله زمونږ پاپولیشن ګروتھ، برتھ ریټ، په آبادئ کښې کوم تیزئ سره اضافه کیږی، که دا مونږ کنټرول نکړه نو په کوم رفتار چې په آبادئ کښې اضافه کیږی نو په 2035 کښې به Almost زمونږ پاپولیشن چې دے دا به ډبل وی، که مونږ هر څومره سکولونه جوړ کړو، که مونږ هر څومره هسپتالونه جوړ کړو، که مونږ هر څومره ډویلپمنټس اوکړو، پراجیکټس جوړ کړو خو که دغه پاپولیشن کنټرل نشی، دغه

ډویلپمنټس به کم پاتې کیږی، د نورو ضرورت به راځی، ما ته افسوس په دې جناب سپیکر! چې دومره ایشو، دومره لویه مسئله، دومره اهم ډیپارټمنټ، تیر کال مونږ ته په اے ډی پی کښې 349 ملین روپۍ ایلوکیشن شوے وو، سږکال مونږ ډیمانډ اوکړو د 990 ملین چې په هغې کښې مونږ پانچ سو نوے پاپولیشن ویلفیئر سنټرز فیلډ سټاف د ریکروټمنټ د پاره، هزار ریجنل سکالر د پاره چې مونږ کښېAwareness راشی، هغوی په فیلډ کښې کار اوکړی او زمونږ دا آبادی او دا برتھ ریټ کنټرول شی خو د بد قسمتۍ نه د 990 د ډیمانډ په ځائې مونږ ته پروسږنے بجټ هم ملاؤ نه شو او One line budget ئے راکړو د 230 ملین چې په دیکښې تاسو ټول خپل، ټول خپل معاملات چلوئ، نوے پراجیکټ خو په هغې کښې د سره شروع کیږی نه او کوم چې Ongoing projects دی، هغه به هم ډسټرب کیږی، هغه به هم Suffer کیږی۔ جناب سپیکر! زه اوس راځم اے ډی پی له، درې کاله مونږ ته هم شنه باغونه اوښودلې شو، زه د چیف منسټر صاحب احترام کوم، زما د پاره قابل احترام دے، د دې صوبې چیف ایګزیکټیو دے، زما د پارټۍ لیډر دے سپیکر صاحب! زه ستاسو د منصب احترام کوم، زه ذاتی طور هم ستاسو احترام کوم، زه د خپلو منسټرانو هم احترام کوم خو جناب سپیکر! د دې صوبې وسائل د دریو کروړه انسانانو وسائل دی، دا د څلورو ضلعو وسائل نه دی، (تالیاں) جناب سپیکر، جناب سپیکر! (شور) جناب سپیکر! یو منټ جی، یو منټ جی، جناب سپیکر! ډیر په معذرت سره په درې کاله کښې غربت یواځې په نوښار کښې نه دے، مسئلې یواځې په صوابئ کښې نه دی، مسئلې یواځې په مردان او په دیر کښې نه دی، مسئلې په کوهستان کښې دی، (تالیاں) مسئلې په تورغر کښې دی، مسئلې په شانګله کښې دی، مسئلې په هنګو کښې هم دی، مسئلې په ملاکنډ کښې دی، زما په حلقه کښې په پی کے 99 کښې نن هم څلور یونین کونسلې داسې دی چې په هغې کښې د ایک لاکھ نه زیات انسانان اوسیږی، د هغوی د پیاده تلو لاره نشته او درې کاله ما ته بیس کروړ روپۍ د 15-14 کښې ما ته ایلوکیشن، ما ته سکیم شاملیږی، هغې کښې بیا ما سره څه کیږی؟ په دو سو ملین کښې په 15-14 کښې ما ته صرف پانچ ملین ریلیز کیږی، (اوہواوہو کی آوازیں) په 16-15 کښې ما ته پچاس ملین ریلیز کیږی

او زما 145 ملین روپئ چې کومې دی، هغه 17-16 Beyond ساتلې کیږی چې دا به په بل حکومت کښې جوړیږی۔ بل طرف ته جناب سپیکر صاحب!که مونږ لږ فکرز او ګورو، صرف د نوښار ضلعې اے ډی پی نمبر 902 راواخلئ۔۔۔۔

جناب سپیکر: ٹائم کا خیال رکھیں۔

مشیر بہبود آبادی: یو منټ سپیکر صاحب! زه به خپله خبره ختموم جی، په دې ما ته، خپل لیډر وئیلی دی، ما ته خان وئیلی دی چې د نا انصافئ خلاف به آواز اوچتوئ، د ظلم خلاف به آواز اوچتوئ او سټینډ به اخلئ۔ (تالیاں) سپیکر صاحب! په نوښار کښې سپیکر صاحب! په نوښار کښې 6262 ملین روپئ اے ډی پی کښې شامل دی او Almost په هغې کښې 100% ریلیز هم شوے دے۔ جناب سپیکر، ډیر په معذرت سره په صوابئ کښې 2900 ملین په روډز کښې ایلوکیشن شوے دے، سپیکر صاحب! زه خپلو ممبرانو ته درخواست کوم چې یو دوه ممبران ما له خپل ټائم راکړی، دا به مهربانی وی سپیکر صاحب! زه خپلې حلقې ته نشم تللے، هلته په ما دا الزام لګی چې زمونږ ایم پی اے چې دے دا بې غیرته دے، دا نالائقه دے، دا Capable نه دے، جناب سپیکر صاحب! ما له نن موقع راکړئ، جناب سپیکرا! په صوابئ کښې2900 ملین ایلوکیشن کیږی او Almost 60,70% ریلیز کیږی۔ جناب سپیکرا! په مردان کښې 1608 ملین ایلوکیشن کیږی، په دیر لوئر او او دیر اپر کښې 4261 ملین ایلوکیشن کیږی۔ (تالیاں) جناب سپیکرا! په 2010 کښې چې کله فلډ راغلے وو۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیبنٹ کے ممبر ہیں، آپ کیبنٹ میں بات کیوں نہیں کرتے ہیں؟

(شور)

مشیر بہبود آبادی: جناب سپیکرا! په 2010 کښې چې کله فلډ راغلے وو، د ټولو نه زیات Damages چې شوی دی، هغه په PK-99 کښې شوی دی، زما په پینځلس یونین کونسلو کښې دیارلس یونین کونسلې د Swat river سره Attached دی، 70% agriculture irrigated land چې دے، هغه تباه شوے دے، ما ریکویسټ اوکړو، زه د محمود خان مشکور یمه، هغه وخت کښې هغه د ایریګیشن منسټر وو، ما ته ئے بیس کروړ روپئ په اے ډی پی کښې واچلولې، کله چې پی ډبلیو

ډی میټنګ کیدو، په هغې ئے کټ اولګولو، دس کروړ ئے ما ته راکړې او دس کروړ ئے کټ کړې او دس کروړ کبنې را سره څه اوکړل، زیرو پرسنټ ریلیز دے (تالیاں) جناب سپیکر! په هغې کبنې جناب سپیکر! که زه لږ هغه فګرز ته لاړ شم نو د ظلم انتها دا ده چې په نوښار کبنې 16131 ملین روپئ Allocate شوی دی۔

اراکین: اوہو اوہو۔

مشیر بہبود آبادی: په صوابئ کبنې جناب! 2792 روپئ Allocate شوی دی۔

ایک رکن: څومره؟

مشیر بہبود آبادی: 2792 جناب سپیکر! په مردان کبنې1837، او بل زه په یو څیز نه پوهیږم جناب سپیکر! په پوره اے ډی پی کبنې د ایریګیشن ډیپارټمنټ ذکر ئے نشته، واټر ئے لیکلې دے، هغه به منسټر صاحب ما پوهه کړی چې دا واټر ئے ولې لیکلې دے، ایریګیشن ډیپارټمنټ ذکر پکبنې ولې هغې کبنې نشته؟ جناب سپیکر! که زه دې هسپتال ته لاړ شم، هیلتھ ډیپارټمنټ ته، زه د شاهرام خان انتهائی احترام کوم، قابل انسان دے، شریف انسان دے ،Committed انسان دے، په 14-2013 کبنې زما په ملاکنډ کبنې صرف یو هسپتال آر ایچ سی اپ ګریډیشن اوشو کیټګری ډی ته، په 15-14 کبنې فنډز ئے ورنکړل په اے ډی پی کبنې شامل وو، په 16-15 کبنې ئے هغه ډراپ کړو او ډراپ ئے په دې وجه کړو چې زمونږ سره پیسې نشته، مونږ زاړه هسپتالونه Strengthen کوؤ، ما ورته وئیل ډیره ښه ده خو جناب سپیکر! چې زه نن اے ډی پی ګورم، د بیس نه زیات هسپتالونو اپ ګریډیشن شوے دے، هغه صرف په دوه ضلعو کبنې شوے دے، په نوښار او صوابئ کبنې، دا جناب سپیکر! ناانصافی ده، دا جناب سپیکر! Discrimination دے۔ جناب سپیکر! که زه لوکل ګورنمنټ راواخلم، په لوکل ګورنمنټ کبنې په زرګونو ملینه روپئ جناب سپیکر! په هغې کبنې ما ته صرف بیس ملین روپئ Allocate شوی دی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، شکیل خان، شکریہ۔

مشیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! زه خپلې خبرې ختموم-----

جناب سپیکر: ستا خبرې خو نه ختمیږي۔

مشیر بهبود آبادي: جناب سپیکر! زه خپلې خبرې ختموم (شور) جناب سپیکر! زه خپلې خبرې ختموم، زما مطالبه دا ده جناب سپیکر! ستا سو نه مو مطالبه ده، زما د چیف منسټر نه هم مطالبه ده او زما امید دے چې زمونږ په دې مطالبه به تاسو غور کوئ، سی ایم صاحب هم او تاسو هم، جناب سپیکر! په درې کاله کښې چې کوم کوم ډسټرکټس ته فنډز زیات تلی دی، دا ځل چونکه ډسټرکټ وائز اے ډی پی نشته، By name اے ډی پی نشته نو جناب سپیکر! حق تلفی به دې ځل اوشی چې کوم ځائې ته، کوم PKs ته زیات فنډز تلی دی چې چا ته لږې تلی دی، پکار ده چې هغوی ته زیات فنډز ورکړے شی او دغه Discrimination د ختم شی۔

(تالیاں) جناب سپیکر! زه اخری خپله خبره کوم، بیا ختموم۔ جناب سپیکر! په 2013 کښې چې مونږ الیکشن اخستے وو، مونږ په یو Manifesto باندې اخستے وو، مونږ په یو منشور باندې اخستے وو، مونږ د بدلون په آواز باندې اخستے وو، مونږ څه Slogans ورکړی وو، مونږ خلقو سره کمټمنټس کړی وو، هغې کښې مونږ د ریفارمز خبرې کړې وې۔ زه عاطف خان ته مبارکباد ورکوم چې په ایجوکیشن کښې بهتری راغلې ده او د هغې اثرات هم ښکاری، ریکروټمنټ سسټم، این ټی ایس او ESTA CODE مطابق هغې باندې ښوک ګوته نشی نیولے، بالکل هغې نه مونږ مطمئن یو، هغه دنیا Appreciate کوی، شاهرام خان لګیا دے د بهترئ کوشش کوی، داسې نورو ادارو کښې د بهترئ کوشش روان دے او هغې کښې ګنجائش شته چې بهتری اوشی خو یو څیز جناب سپیکر! چې په هغې باندې مونږ ووټ اخستے وو، د احتساب په نوم مونږ وعده دا کړې وه چې چا د دې قوم دولت لوټ کړے دے، چا د دې قوم وسائل لوټ کړی دی، دوئ به مونږ د انصاف او د احتساب په کټهرا کښې اودروؤ، د دوئ سره به مونږ د روپئ روپئ احتساب کوؤ خو جناب سپیکر! نن صورتحال دا دے چې د احتساب کمیشن، ایکټ جوړ شوے دے، احتساب کمیشن جوړ شوے دے خو بغیر د ډائریکټر جنرل نه دے، بیا د کرپشن د کنټرول د پاره دویمه اداره ده، هغه د انټی کرپشن، هغه بغیر د ډائریکټر نه چلیږی، زما مطالبه دا ده جناب سپیکر! دا زمونږ د Survival خبره ده، دا د ټول هاؤس هم د Survival خبره ده، دا د

پاکستان تحریک انصاف د Survival خبره ده چې که مونږ احتساب اونکړو نو دا قوم به مونږ معاف نکړی، راتلونکی نسلونه به مونږ معاف نکړی، تاریخ به مونږ معاف نکړی او د هغه عظیم انسان د عمران خان د هغه شلو کالو کوم محنت او کوم جدوجهد چې هغه صرف د دغې خبرې د پاره کړے دے چې د غلو ډاکوانو سره د حساب کتاب اوشی، دا زمونږ د پاره په هر صورت لازمی دے، او جناب سپیکر! زه خپلې خبرې ختموم، که د Discrimination of funds او انصاف اونشو او د احتساب عمل شروع نشو په دوؤ میاشتو کښې نو اخلاقی طور زما د پاره جواز نه پیدا کیږی چې زه صوبائی کیبنټ کښې کښینم، زه به بیا استعفیٰ ورکوم (تالیاں) او زه خپله خبره په دې شعر ختموم، وائی:

نور د مم مم په وینا ګورې زه نه تیراوځم
ما له د مرګ خونې کښې د لاسې مه راکوئ

ډیره مننه سپیکر صاحب، ډیره مهربانی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: محمود بیٹنی صاحب۔

جناب قربان علی خان: ما له لږ ټائم راکړئ۔

جناب سپیکر: اس کے بعد، قربان خان! آپ کو ٹائم دے دوں گا۔

(شور)

جناب محمود احمد خان: دې نه بعد ئے تاسو اوکړئ، څه مسئله نه ده، ستاسو خو خیر دے، تاسو حکومت اول خبرې کوئ او بیا بعد کښې راضی شئ۔ سپیکر صاحب! یو ډیره مشهوره خبره ده، سپیکر صاحب! ډیره مهربانی، ډیر مشهور کهاوت دے او ډیره مشهوره خبره ده چې ګنډاپور یو صحبت کړے وو او چې صحبت شوے وو-----

(شور)

(اس مرحلہ پر ساؤنڈ سسٹم میں خرابی کی وجہ سے ایوان کی کارروائی روکی رہی)

(ساؤنڈ سسٹم ٹھیک ہوتے ہی ایوان کی کارروائی شروع ہوئی)

جناب سپیکر: مفتی فضل غفور صاحب، محمود بیٹنی پلیز، ایک منٹ، میڈم! آپ مجھے نہ بتائیں، بیٹنی، مفتی فضل غفور۔

مولانا مفتی فضل غفور: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یو شاعر ډیر ښه شعر وئیلے دے، وائی:

کشتی نہ رہی، ساحل نہ رہا، ساحل کی تمنا بھی نہ رہی
اے پوچھنے والے سپیکر صاحب! انجام ہمارا کیا ہوگا
اے موج حوادث ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے
جو لوگ ابھی تک ساحل پر طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں

اراکین: واه واه، ډیر ښه۔

مولانا مفتی فضل غفور: جناب سپیکر! 17-2016 بجټ باندې بحث شروع دے او زه به دا ډیر په افسوس اووایم چې د دې صوبې د بدقسمتۍ ځلورم کال شروع شو، دا د خپل بدقسمتۍ په تاریخ کښې په ځلورم کال کښې ور داخله شوله، پروسږ کال چې کوم زمونږ ډیویلپمنټل بجټ پیش شوے وو جناب سپیکر! نو په هغې کښې سږ کلنې ډیویلپمنټل بجټ د دې صوبې بجائې د دې چې په هغې کښې اضافه شوې وے، تیره ارب روپئ په هغې کښې کمے راغے، پروسږ کال پلین بجټ جناب سپیکر! هغه 174 ارب روپئ وو، سږ کال پلین بجټ، ډویلپمنټل بجټ هغه 161 ارب روپئ دے۔ بجټ د یو قوم د ترقۍ علامه او نخښه وی، کم از کم دا خو ایډمټ شوه په دې فلور باندې چې دا صوبه د دیارلس ارب روپو په ډویلپمنټل سیکټر باندې د زوال او د تنزل په لار باندې لاړه۔ جناب سپیکر، تیر بجټ کښې مونږ ولې خسارې سره مخامخ شو؟ زمونږ ریونیو، د هغې درې مدات دی، فیډرل ټرانسفرز دی، پراونشل انکم دے او فارن، بیرونی امداد دے، جناب سپیکر! مونږ درې واړه Revise کړل او د هغې د Revise کیدلو نه وروستو، جناب سپیکر! په فیډرل ټرانسفرز کښې د دو سو اکیاسی ارب روپو نه دو سو اټهائیس ارب روپو ته مونږ راکوز شو په Revised budget کښې، په Provincial tax receipts کښې د بائیس ارب روپو نه مونږ چوده ارب ته

راکوز شو۔ په Provincial non tax receipts کښې مونږ د اکتیس ارب نه ګیاره ارب روپو ته راکوز شو او په Foreign assistance کښې مونږ د بتیس ارب روپو نه سوله ارب روپو ته راکوز شو۔ د دې صوبې درې کروړه عوام د دې اسمبلۍ د واکدارانو نه پوښتنه کوی چې قصور د چا دے، ذمه واری د چا ده، مجرم څوک دے؟ فیډرل ټرانسفرز کښې کمے راغے، آیا حکومت له چې کومه ډپلومیسی پکار وه، دوئ د فیډرل ګورنمنټ سره په هغه طریقې سره دا مسئله ډیل کړې ده؟ جناب سپیکر! د پولیټیکل سائنس د یو سټوډنټ په حیثیت باندې زه به ټریژری بنچز ته دا مشوره ورکړم چې ډپلومیسی مختلف Kinds او مختلف Methods لری یا خو دا ده چې د اے این پی او د پیپلز پارټۍ کولیشن ګورنمنټ وو نو لکه څه رنګې چې د هغوی ګرین لائن ډپلومیسی وه، سیدها ساده خبره وه، اتحادی خلق وو خو که فرض کړه که دلته زمونږ صوبه د وفاق سره په اپوزیشن کښې ده، د هغې معنیٰ دا نه ده چې مونږ به په آرام سره خوب کوؤ، قوم به Suffer کیږی او مونږ به د هغې د پاره آواز نه پورته کوؤ۔ جناب سپیکر! د هغې د پاره جرګه جوړول پکار وو، مونږ اپوزیشن به د حکومت نه مخکښې ان شاء الله د وفاق نه د دغې صوبې په محاصلو په حاصلولو کښې ان شاء الله جنګ کوؤ درسره۔ جناب سپیکر، سی سی آئی فورم دے، هغه Use کول پکار دی، استعمالول پکار دی، په هغې باندې اونشوله، زما منلے شوے حق ما ته نه راکولے کیږی، ماله عدالت ته تلل پکار دی۔ جناب سپیکر! په هغې باندې اونشوله نو بیا کم از کم زه چې کله په نورایشوز باندې په اسلام آباد کښې هله ګله جوړوم نو د دې صوبې د کروړونو عوامو چې په ما باندې اعتماد کړے دے، زه د دې صوبې د عوامو د حقوقو د پاره په اسلام آباد کښې په ډی چوک کښې دهرنا بیا ولې نشم ورکولے؟ (تالیاں) صرف زړا کول چې ماته وفاقی حکومت هغه خپل منلے شوے حق نه راکوی جناب سپیکر! دا خو د دې عوامو د مطمئن کولو د پاره کافی نه شی ګرځیدلے او بیا زمونږ چې کوم صوبائی محاصل دی، زمونږ چې کوم Provincial receipts دی جناب سپیکر! واک منو نه پوښتنه کوم، ولې په هغې کښې دومره د تاریخ بدترین شارټ فال راغے، ولې راغے؟ دا خو د وفاق سره نه دی، دا خو د تاسو سره Related دی، بیا ولې زمونږ په Provincial tax

Provincial non tax receipts کښې دومره شارټ فال راغے؟ زمونږ په receipts کښې دومره شارټ فال راغے، جناب سپیکر! يو وجه سردارحسين بابک صاحب اوښودله چې بيوروکريسی کواپريشن نه کوی خو بله وجه هم شته دے او زه د واکمنو د هغوی په نوټس کښې راوستل غواړم، پروسیډنګ چې دا بجټ کله جوړ شو نو جناب سکندرشيرپاؤ صاحب د دې خبرې نشاندهی کړې وه چې دا د اعداد و شمار چې کوم ګورکهـ دهنده تاسو مونږ ته مخې ته ايښودې ده، دا د الفاظو هيرا پهير چې کوم تاسو مونږ ته مخې ته ايښودے دے، دا په حقيقت باندې مبنی نه دے، زه تاسو ته د هغې Example، د هغې مثال درکوم جناب سپيکر! ماسره دلته تاسو چې کوم وائټ پيپر جاری کړے دے، په ديکښې د ايګريکلچر ټيکس په مد کښې ايک ارب روپئ ريونيو پروسیډنګ تاسو په خپل پلين اے ډی پی کښې ښودلې وه، په Revised ADP کښې جناب سپيکر! هغه آټهـ کروړ روپو ته راغله، ته د ايک ارب روړو Against سکيمونه ورکوې، کم از کم پوښتنه نشی کولې دا حکومت د دې اے ډی پی د جوړونکو نه چې ته ما ته ايک ارب روپئ کيږدې، هغه يکدم د ايک ارب روپو نه آټهـ کروړ روپو ته څنګه راکوزيږی؟ جناب سپيکر! دلته د فارسټری نه چې کوم زمونږ سره ريونيو، د هغې اسټيميټ لګولے شوے وو جناب سپيکر! هغه آټهـ ارب روپئ ښودلې شوې وې او هغه په Revised budget کښې پچاس کروړ روپو ته راکوز شو، ولې؟ آټهـ ارب روپئ تاسو ولې ښودلې، صرف د دې د پاره چې زمونږ دا بجټ دا خساره بجټ نه وی او دا چې کوم دے نو متوازن بجټ شی نو بيا زه نن تاسو ته پيشنګوئی درکوم جناب سپيکر! تاسو به دا نه وايئ چې دا چرته پير پګاړا صاحب دے، زه تاسو ته پيشنګوئی درکوم چې په جون 2017 کښې دلته کوم Revised budget پيش کيږی 174 ارب روپئ، زما د Statment مطابق به تاسو په دې موجوده بجټ باندې کټ لګوئ ان شاء الله، دا غلط اعداد و شمار دلته پيش کولې کيږی جناب سپيکر، ځوک دا تپوس نه کوی چې آټهـ ارب روپئ د فارسټری نه تاسو ما ته انکم ښودلے دے، هغه پچاس کروړ روپو ته ولې راکوزيږی، دا سات سو فيصد په هغې کښې کټ ولې لګی؟ آخر دا خو کم از کم يو ډير لوئې معزز فورم دے، Fake information ولې دې فورم ته ورکولې

کیږی؟ په دغه Fake information باندې زما دغه ورونړه Yes بیا ولې کوی؟ کم از کم د دې هاؤس خو څه احترام پکار دے۔ جناب سپیکر، زه تاسو ته د هغې د ریم Example درکوم او دا اعداد و شمار زه د دې د پاره چې کوم دے ښایم چې کم از کم د دې غلطئ تدارک د اوشی۔ مونږ ته د دلته دا نه زوتولې کیږی چې دا متوازن بجټ دے، ته نن وائې چې متوازن بجټ دے او ان شاء الله راروان جون 2017 کښې چې کله ته Revised Budget پیش کوې نو ته به پخپله باندې دا د دې خبرې تسلیم کړې چې دا خساره بجټ دے، جناب سپیکر! انفراسټرکچر ډیویلپمنټ سیس په هغې کښې ایک ارب روپئ په 16-2015 اے ډی پی کښې هغه چې کوم دے نو هلته Reflect شوی دی، جناب سپیکر! چې کله د هغې Revised پیش شو، هغه بیس کروړ ته راکوز شول، ولې؟ دا خو کم از کم Provincial receipts دی، دا ولې دا دومره چې کوم دے په دې محاصلو کښې دا دومره لوئې کمے ولې راغے او بیا جناب سپیکر! که مونږ دې ته اوګورو چې ما ته وفاق خپل حق دا نه راکوی راته نو چې د کوم Negotiation، د کوم Dealing د کوم ډپلومیسی ضرورت وو، آیا هغه مونږ کړې ده؟ پاکستان تحریک انصاف ته چې کله د سینټ د پاره د پاکستان مسلم لیګ نون د ووټ ضرورت پیښ شو نو هغوی د ګورنر هاؤس یاترا کولې شوله، د خپلې پارټئ د یو سینټر د منتخب کیدلو د پاره، د مسلم لیګ نون خوا ته تللې شو، د دې صوبې د کروړونو عوامو د پاره تاسو پی ایم هاؤس ته نشئ تللې؟ *(تالیاں)* هلته مونږ ته ځان شرمیږی؟ جناب سپیکر! چې په کوم وخت کښې د ایم ایم اے ګورنمنټ وو، جماعت اسلامی زمونږ سره کولیشن پارټنر وو په هغې کښې مونږ باوجود د دې نه چې په اپوزیشن کښې وو خو دا د دې صوبې د ریکارډ حصه ده چې د بجلئ خالص منافع مونږ خالص په خپل Negotiation باندې ایک سو چار ارب روپئ د وفاق نه چې کوم دے دا تسلیم کړې وې، حالانکه مونږ دلته کښې د هغوی سره په اپوزیش کښې وو، هغه وخت کښې اپوزیشن لیډر هغه چې کوم دې نو د جمعیت العلماء اسلام وو، لهذا زما به دا ګزارش وی جناب سپیکر! چې د قوم په وسیع تر مفاد کښې چې د پارټئ د مفادو د پاره زه د خپل یو سیاسی حریف په دروازه باندې پېښه کښیودلې شم، بیا د قوم د مفادو د پاره زه د خپلې د

پارټۍ د یو سیاسی حریف او د یو مقابل په دروازه باندې څنګه ښه نښم کیښودلې جناب سپیکر! نو دا خو زمونږ د دې موجوده بجټ دا د هغې اعداد و شمار دی، که زه په یو یو سیکټر کښې ځم، زما په خیال باندې په هغې باندې به ټائم ډیر زیات لګی خو کم از کم دومره خو ضرور وایم جناب سپیکر! چې دا زمونږ مخې ته وائټ پیپر دے، په دې کښې د آئل اینډ ګیس چې کوم وفاقی آمدنی ده، د هغې ریکارډ اوګورئ، 05-2004 نه شروع شوے دے جناب سپیکر! 16-2015 د ټولو نه Lowest د ټولو نه کم ترین وصولی په هغې کښې شوې ده ولې؟ په 14-2013 کښې چې په هغې مد کښې مونږ ته 31 ارب روپۍ راکولې کیدې، اوس 17 ارب روپۍ ولې راکړلې شوې، ولې زمونږ په ژبو باندې تالې لګیدلی دی، ولې دې قوم مونږ دې د پاره منتخب کړی یو، آیا مونږ به داخپل قوم مطمئن کړلے شو چې مونږ ورته اووایو چې په وفاق کښې د مسلم لیګ حکومت دے او دلته د پی ټی آئی حکومت دے، لهذا هغه ما ته فنډ نه راکوی، تا ته فنډ نه درکوی، تا د هغې د پاره کوم آواز پورته کړے دے جناب سپیکر! او بیا مونږ چې کله بجټ ته ګورو او د ګورنمنټ وژن ته ګورو نو پخپله د ګورنمنټ د بنچونو نه آوازونه شروع شو چې د احتساب نعره مونږ لګولې وه او هغه احتساب په هغې باندې نن عمل درآمد پکار دے، جناب سپیکر! دا ډیره ښه خبره ده، پاکستان تحریک انصاف کښې حق ګو خلق شته دے او هغوی پخپله باندې د خپلې پارټۍ او د خپلې کارکردګۍ د هغې د احتساب نعره اولګوله جناب سپیکر! که مونږ وئیلې نو بیا به خلقو وئیل چې دا خو دوئ سیاسی تهمتونه لګوی په خلقو باندې، د پاکستان تحریک انصاف خپل ایم این اے ګان هغوی راپاڅیدل او هغوی اووئیل چې دلته نوکرئ خرڅیږی، ما نه دی وئیلی، د پاکستان تحریک انصاف د صفونو نه، د پاکستان تحریک انصاف د حکومت خلاف د کرپشن آوازونه راپورته شو، جناب سپیکر! د پاکستان تحریک انصاف د خپلو ایم پی اے ګانو نه په 'جیل بهرتو' کښې د کرپشن او د نوکرو د خرڅولو آوازونه راپورته شو، جناب سپیکر! د پاکستان تحریک انصاف Sitting Minister هغه د پاکستان تحریک انصاف د هغوی چې کوم دے نو په Illegal mining کښې چې کوم ایف آئی آر شوے وو، په هغې باندې په فلور آف دی هاؤس باندې چې کوم

دے نو په هغوی باندې Objections اولګول او هغه ئے ایډمټ کړل جناب سپیکر! زمونږ چیف سیکرټری صاحب سابقه-----

جناب سپیکر: مفتی صاحب، بجٹ پر۔

مولانا مفتی فضل غفور: جی۔

جناب سپیکر: بجٹ پر بات کریں۔

مولانا مفتی فضل غفور: ما ته خو لږ خیر دے ټائم را کړئ جی۔

جناب سپیکر: بجٹ پر بات کریں، پلیز۔

مولانا مفتی فضل غفور: جناب سپیکر! دا جناب سپیکر! دا چې کوم دے نو کم از کم دا قومی ایشوز دی، زه د بل د احتساب چغه لګوم او پخپله دبیا زما حال دا وی چې زما د احتساب کمیشن سربراه ریټائر کیږی، ریټائر کیږی نه، هغه د دې صوبې نه اوځی نو هغه وائی چې دلته په سلو پیسو کښې 80 پیسې کرپشن کیږی او 20 پیسې په خپل ځائې باندې لګیږی، دا خو ما نه وو لګولې، دا خو دغه حکومت لګولې وو، بیا جناب سپیکر! د دې حکومت وژن او وژن دا وو چې مونږ به فری ایجوکیشن ورکوؤ، مونږ به صحت ورکوؤ، مونږ به مفت علاج ورکوؤ، جناب سپیکر! زه ډیر په افسوس سره دا خبره کوم کم ازکم زه دا انکار نه کوم، زمونږ وزیر صحت صاحب ډیر Well talented سړے دے، ډیر قدر احترام کوم، زه د خپل ضلعې د ډی ایچ کیو ډسټرکټ هیډ کوارټر هسپتال په حواله تاسو ته زه وایم او زه دا اوپن چیلنج ورکوم او چې د ټریژری بنچ نه څوک زما سره ځی، زه مناظرې ته تیار یم چې بالکل په ټی وی باندې ورسره کښینم او زه ورته دا اووایم چې په تیر روغ کال کښې به ما ته اوښائی چې زما د دې ډسټرکټ هیډ کوارټر هسپتال بجټ څومره یوټیلائز شوے دے، مونږه ئے د 'مرلن' او د حکومت ترمینځه ټرلی یو، کله وائی په دغه این جی او مې ورخرڅ کړئ او وائی ستا بجټ به هغه لګوی، کله وائی په دې این جی او مې ور خرڅ کړئ، وائی ستا بجټ به دوئ لګوی، جناب سپیکر! زمونږ د پبلک هیلتھ منسټر صاحب ناست دے، دا سالمه اے ډی پی دا د ظلم مجموعه ده، په دې کښې Ongoing scheme اوګوره په دیکښې New scheme اوګوره، د حلقه PK-79 بونیر د هغې د

لکهونو عوامو د پاره يو قطره اوبه د هغې د پاره په ديکښې By name يو سکيم نه دے راغلے، کم از کم سحر زما حجرې ته خلق نه رائی، کم از کم زما چې کوم دے نو د علاقې هغه غريبې پيغلې او هغه غريبې ماشومانې، هغوی په خپل سر باندې منګې نه وړی؟ هغوی د دې واکمن نه تپوس نه کوی چې په هغوی باندې خولې راشی، د هغوی په زړه کښې به څه احساس نه پيدا کيږی جناب سپيکر! زه په فلور آف دی هاؤس باندې دا خبره ايډمټ کوم، په دې صوبه کښې به واحد زما حلقه وی چې د دې رمضان المبارک په مياشت کښې په 2000 روپئ باندې د اوبو ټينکر په بيع باندې اخستلے کيږی، ته د فری ايجوکيشن خبره کوې، زه وايم ما ته فری واټر راکړه، ما ته د ځښکلو د اوبو د پاره موقع راکړه جناب سپيکر! زه ډير په افسوس سره دا خبره کوم شاه فرمان صاحب! هغه پښتو کښې وائی:

اے د غريبو د چم خانه شاه فرمانه * + + تا ته څه پته ده
او ته خبر نه ئې د غوغا نه تا ته څه پته ده
ے تا اوريدلی دی وړې وړې سلګئ د جونو

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

تا اوچې کړی دی وړې وړې کوګئ د اوښکو
ن ستا د ظلم ستا د جبر او قارون غوندې ټبر په خاطر
خپل قام مې نيسی له ګريوانه تا ته څه پته ده
ما ته د رسونه دانصاف او د اسلام مه راکوه

جناب سپیکر: د شاه فرمان * + + نوم، شاه فرمان * + + نوم چې دے نو حذف کوم د دې نه۔

مولانا مفتی فضل غفور: ما ته د رسونه دانصاف او دا سلام مه راکوه۔

زه خوډير ښه يم، کردار ته سم کړه مسلمانه تا ته څه پته ده
او که ډير ناتوان شوم خو يو اعلان زه ن ضرور کومه
پښتون يم، بدله به اخلمه له تا نه او تا ته څه پته ده

جناب سپیکر! زمونږ زړونه درد مند دی، جناب سپیکر! ډیر زیات په افسوس سره مونږ دا خبره کوؤ، مونږ خپلو حلقو ته په کومو سترګو باندې لاړ شو، جعفر شاه صاحب اووئیل چې زه به په دې باندې په جمات کښې خبره کوم، جناب سپیکر! ان شاء الله زه د جمعې په تقریرونو کښې چې کوم دے د ظلم دا مجموعه خلقو ته ښایم ان شاء الله، زه به د اختر په تقریر کښې دا ښایم، مونږ له کم از کم دې خلقو ووټ نه دے راکړے، زمونږ د دې مینډیټ احترام نه کولې کیږی، مونږ دلته د څه د پاره ناست یو چې د سپیچ موقع راته تاسو نه راکوئ او د فنډ تقسیم بیا د تحریک انصاف په دغه باندې شی جناب سپیکرصاحب! نو زمونږ، زمونږ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: زما خیال دے مفتی صاحب! تا له کم از کم زما خیال دے یو گھنټه پکار ده، هی، ما شاء الله او ستا خو، میں نے کہاہے کہ اس کیلئے کم از کم ایک گھنٹہ چاہیئے، (قہقہہ) ہاں اچھی بات ہے۔ (قہقہہ)

مولانا مفتی فضل غفور: جناب سپیکر! مونږ د ډیرو لویو ستونځو سره مخامخ یو، زمونږ آپریشنل زون دے، زمونږ انفراسټرکچر تباه شوے دے، زه ډیر په افسوس

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

سره دا خبره کوم چې زما هغه ضلع کوم چې د ماربل او د مائننګ په مد کښې جناب سپیکر! د دې صوبې 55% حصه، دا زما د حلقې نه ادا کیږی او د هغې باوجود ما چې کله منرل ډیویلپمنټ ډیپارټمنټ اوکتو، ما چې کله انډسټری ډیپارټمنټ اوکتو نو زما دې ماربل انډسټریز د پاره په هغې کښې هیڅ قسم څه پیکج نشته دے، زما د مائننګ سیکټر د پاره په هغې کښې هیڅ قسم څه پیکج نشته دے او زه د میډم نه دا ګیله لرم، زما روډونه تباه شو، زمونږ کورونه کریک شول جناب سپیکر! په بلاسټنګ باندې، زمونږ روډونه تباه شو، زمونږ چینې بندې شولې د بلاسټنګ د وجې نه، زمونږ خوړونه هغه ګنده شول د ماربل فیکټرو د هغې ګنده اوبو د وجې نه او د هغې هر څه باوجود مونږ ته د هغې هیڅ قسم د هغې د Accommodate کولو د پاره او د هغه مسائلو د حل د پاره جناب سپیکر!

په دې اے ډی پی کښې څه نه ښکاريږي نو زه به نور د دې په حواله باندې څه اوو ايم خو د ظلم شپې که هر څومره اوږدې وي جناب سپيکر! نو کم از کم د انصاف سبا ورپسې راځي، ان شاء الله د دې بې انصافو دا ظلم، دا به يو ورځ ختميږي او د انصاف سبا به ان شاء الله راخيژي، تسلی ورکوم دې خپلو ملګرو ته، ډيره ډيره مننه، ډيره ډيره شکريه۔

جناب سپیکر: سکندر خان، سکندر خان۔

جناب قربان علی خان: سر! میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: سکندر خان! میں نے، میں نے ایک دن Extend کر دیا، میں کل ان شاءاللہ، آپ سکندر خان، سکندر خان بات کریں، کل ان شاءاللہ بھی کر لیں گے، ہاں، ان شاءاللہ کل آپ، سکندر خان۔

جناب سکندر حیات خان {سینیئر وزیر (آبپاشی و سماجی بہبود)}: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب قربان علی خان: ما ته ټائم راکړئ۔

جناب یاسین خان خلیل: سیریل نمبر 10 پر میرا نمبر ہے اور 20 کو دے رہیں، 25 کو دے رہے ہیں، 40 کو دے رہے ہیں، ہمیں نمبر نہیں مل رہا۔

(اس مرحلہ پر اراکین اسمبلی جناب قربان علی خان، جناب یاسین خان خلیل، جناب بابر سلیم، جناب جمشید خان اور جناب امجد آفریدی واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: سکندر خان، آپ۔

سینیئر وزیر (آبپاشی و سماجی بہبود): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

سینیئر وزیر (آبپاشی و سماجی بہبود): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ 2016-17 کے بجٹ کے اوپر بات کروں۔ جناب سپیکر! یہ ہاؤس ہمارے صوبے کے سارے عوام کا نمائندہ ہاؤس ہے اور جناب سپیکر! اس صوبے کا بجٹ جو ہے، وہ بھی ہم سب سے اس کا تعلق ہے۔ جناب سپیکر! اگر بندہ دیکھے تو ہمارا صوبہ بد قسمتی سے پچاسی سے لیکر نوے فیصد تک وفاقی حکومت کے اوپر

Dependent ہوتا ہے اور اگر ہمارے بجٹ کا آپ ایک وہ نکالیں، خلاصہ نکالیں تو اس میں زیادہ Dependence ہمارا فیڈرل گورنمنٹ کے اوپر ہوتا ہے، فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے اگر فنڈ ملتا ہے تو تب ہی ہمارا بجٹ بنے گا اور اسی طریقے سے آگے چل سکے گا۔ بدقسمتی سے آئین جب ہم اٹھاتے ہیں تو اس میں تو Article one میں لکھا گیا ہے کہ یہ ایک فیڈریشن ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ جتنی چاروں اکائیاں جو ہیں، وہ اکٹھے مل کر چلیں گی لیکن جب حقیقت میں ہم دیکھتے ہیں جناب سپیکر! تو حقیقت اس کے برعکس ہے اور پچھلے کئی سالوں سے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جب سے یہ ملک بنا ہے، صحیح معنوں میں اس ملک کو وفاق کے بطور نہیں چلایا گیا، آج اگر ادھر ہاؤس میں دونوں اطراف سے ممبران اٹھتے ہیں، اپنے حلقوں کی مشکلات بیان کرتے ہیں، اپنے علاقے کی ضروریات بیان کرتے ہیں، ان کے پاس روزانہ لوگ آتے ہیں، اپنے علاقے کی کمیاں بیان کرتے ہیں، پسماندگی بیان کرتے ہیں تو ادھر آ کے یہ دیکھنا پڑتا ہے جناب سپیکر! کہ صوبے کے وسائل کتنے ہیں، مسئلے تو ہر کوئی، ہر حکومت چاہے گی کہ ہر علاقے میں ترقی ہو، ہر حلقے میں ترقی ہو کیونکہ یہ صوبہ ہم سب کا ملکر ایک صوبہ ہے لیکن بجٹ بنتا ہی اسی لئے ہے کہ بندہ اپنے وسائل کو دیکھے اور پھر اس کی تقسیم کا ایک طریقہ کار بنے، آئیڈیل بجٹ تو وہ ہوگا کہ جس میں Ideal resources آپ کے پاس ہوں اور اس کے مطابق آپ تقسیم کر سکیں اور ایک سلسلے کو چلا سکیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے پاس وہ Luxury نہیں ہے، ہمارے پاس اس لحاظ سے ایک وہ Cushion نہیں ہے کہ ہم جس طریقے سے ترقی کرنا چاہتے ہیں کہ اس طریقے سے کر سکیں۔ جناب سپیکر! میں ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سمجھتا ہوں کہ جن جس صورتحال سے ہمارا صوبہ گزرا ہے اور پچھلے دو تین سالوں سے وفاقی حکومت نے بھی جو رویہ اختیار کیا ہے ہمارے صوبے کے ساتھ، ان حالات میں اگر ہم دیکھیں تو یہ ایک لحاظ سے میں ایک اچھی کوشش اس بجٹ کو کہوں گا کیونکہ اگر آپ دیکھیں تو ایک طرف بات ہوتی ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے پاس ہونے کے بعد زیادہ وسائل جو ہیں وہ صوبوں کے پاس آ گئے ہیں، زیادہ اختیارات صوبوں کے پاس آ گئے ہیں لیکن اگر ہم حقیقت میں دیکھیں تو۔۔۔۔۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہ دے، زما خیال دے دا د دوبارہ اوشی، کورم لہ نشاندھی کوم۔

جناب سپیکر: کاؤنٹ کرلیں جی۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: پورا، کورم پورا ہے جی، کورم پورا ہے، آپ بیٹھ جائیں۔

سینیئر وزیر (آبپاشی و سماجی بہبود): جناب سپیکر، جناب سپیکر! بدقسمتی سے اٹھارہویں ترمیم کی بات، یہ ایک شور تو مچا کہ جی صوبوں کو اختیارات مل گئے ہیں لیکن ان اختیارات کے ساتھ جو وسائل ملنے چاہئے تھے وہ آج تک نہیں ملے۔ جناب سپیکر! اگر دیکھیں تو اٹھارہویں ترمیم مارچ 2010 میں ہوئی اور اصولاً، Sorry اپریل 2010 میں ہوئی اور این ایف سی ایوارڈ جو ہے، جو ساتواں این ایف سی ایوارڈ ہے، وہ مارچ 2010 میں ہوا تھا، اصولاً تو جب اٹھارہویں ترمیم ہوئی تو اس کے بعد این ایف سی ایوارڈ کو Revisit کرنا چاہئیے تھا (تالیاں) کیونکہ جب آپ اختیارات ٹرانسفر کرتے ہیں صوبوں کو تو پھر تو چاہیئے تھا کہ اس کے ساتھ وسائل بھی آپ ٹرانسفر کریں لیکن بدقسمتی سے جناب سپیکر! بدقسمتی کہہ لیں، سازش کے تحت کہہ لیں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد آج تک ایک این ایف سی ایوارڈ بھی نہیں ہوا ہے جناب سپیکر! اور یہ این ایف سی ایوارڈ کیوں نہیں ہو رہا جناب سپیکر! یہ این ایف سی ایوارڈ اسلئے نہیں ہو رہا کہ مرکز نہیں چاہتا کہ صوبوں کو وہ وسائل ملیں تاکہ وہ اپنے اختیارات اٹھارہویں ترمیم کے تحت صحیح طریقے سے استعمال کر سکیں۔ جناب سپیکر! مجھے یاد ہے جب اٹھارہویں ترمیم ہوئی تھی تو اس وقت بھی میں نے اس ہاؤس میں یہ بات اٹھائی تھی کہ جی! این ایف سی ایوارڈ کو Visit کرنا Revisit کرنا چاہیئے اور اس میں میرا مقصد یہ تھا کہ جب بھی چھوٹے صوبے مرکز کے پاس جاتے ہیں اور این ایف سی کے اوپر بات ہوتی ہے تو ہمیشہ مرکز جو ہے اپنا Establishment cost اور باقی Cost ملا کے ایک بڑا پلندہ صوبوں کے سامنے رکھ دیتا تھا اور ان کو کہتا تھا کہ بھئی یہ ساٹھ فیصد یا ستر فیصد وسائل تو مجھے اپنی ضرورت ہے، میں نے اپنی Establishment چلانی ہے اور یہ تیس فیصد آپ صوبوں میں تقسیم کر سکے لیکن جب اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ جواز مرکز کے پاس ختم ہوا تو اس کے بعد جناب سپیکر! اس قسم کے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں کہ این ایف سی ایوارڈ نہ ہو، میں تو جناب سپیکر! اس ہاؤس سے، اپوزیشن سے بھی یہ ڈیمانڈ کریں گے اور کیونکہ یہ ہم سب کا مل کر صوبہ ہے، یہ صوبہ ہو گا تو ہم سب ہونگے سیاست اپنی نظریات وہ اپنی جگہ لیکن یہ ہمیشہ اس صوبے کی روایت رہی ہے، اس ہاؤس کی روایت رہی ہے کہ صوبے کے حقوق کیلئے ہم نے ہمیشہ اکٹھے

مل کر جدو جہد کی ہے اور اس کی مثال اسی اسمبلی میں بھی موجود ہے کہ نیٹ ہائیڈل پرافٹ کی Un capping جو ہے، یہ میں ایک تاریخی کارنامہ کہوں گا اس اسمبلی کا اور سب کا مل کر ہم نے وہ، وہ Achieve کیا (تالیاں) کیونکہ 1991 سے جب سے یہ نیٹ ہائیڈل پرافٹ شروع ہوئے تھے تو اس وقت سے یہ Capping تھی۔ادھر اگر بات ہوئی کہ Arbitration ہوئی، ادھر بات ہوئی کہ جی ہم نے اپنے دور میں وہ Arbitration کو Implement کروایا تو وہ سب اپنی جگہ لیکن جناب سپیکر! بنیادی مسئلہ Capping تھا، Capping ہٹے گی تو تب ہی وہ مسئلہ مستقل بنیادوں پہ حل ہو گا اور وہ اس اسمبلی کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس اسمبلی نے وہ کر دکھایا اور مرکز سے اپنا حق دلائل کے ذریعے اور مفتی صاحب والی بات کہ Diplomacy اور Negotiations کے ذریعے حاصل کیا گیا، تو ایک لحاظ سے ہمارے لئے ایک بڑی Achievement ہے اور اسی طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب ضرورت یہ ہے کہ ہم ادھر سے آواز این ایف سی ایوارڈ کیلئے بھی اٹھائیں کیونکہ این ایف سی ایوارڈ ہو گا تو تب ہی صوبوں کے وسائل زیادہ ہوں گے اور ساتھ ہی ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ Census کے اوپر بھی ہمیں آواز اٹھانی چاہیئے کیونکہ اگر ہم دیکھیں تو ہمارا این ایف سی ایوارڈ جو ہے وہ زیادہ 80% پاپولیشن کے اوپر Depend کرتا ہے تو جب تک Census نہیں ہو گی اور صحیح Census، Estimation نہیں، جناب سپیکر! Census ہو گی تو تب ہی جا کے ہم صحیح طریقے سے وسائل تقسیم کر سکیں گے اور یہ میری آپ سے بھی درخواست ہے، اپوزیشن سے بھی درخواست ہے کہ اختلافات اپنی جگہ، یہ جھگڑے ہمارے اپنی جگہ کہ جی ادھر یہ اس کیلئے، اس پراجیکٹ کیلئے پیسے رکھے گئے ہیں، اس پراجیکٹ کیلئے پیسے نہیں رکھے گئے لیکن جدھر صوبے کے مفاد کی بات آتی ہے، ادھر ہمیں اکٹھا ایک Stand لینا پڑے گا اور اس پہ میں یہی درخواست کروں گا کہ این ایف سی ایوارڈ کے اوپر اور Census کے اوپر اس اسمبلی سے ہماری ایک مشترکہ آواز جانی چاہیئے کہ یہ جتنی جلد ہو سکے یہ ہوں تاکہ صوبے اپنے پاؤں پہ کھڑے ہوں (تالیاں) جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ ایک ہماری پچھلی حکومتوں کا ایک Negligence کہوں گا، وہ ہے کہ ہم نے کبھی یہ کوشش نہیں کی کہ اپنے وسائل کو زیادہ Develop کریں، ہم بھی صرف اسی پہ بیٹھے رہتے تھے کہ جی مرکز سے پیسے آئیں گے، اس کیلئے ہم رونا دھوئیں گے اور پیسے آئیں گے تو ہم اپنا بجٹ بنائیں گے اس دفعہ جو

Resource generation کے حوالے سے ایک قدم اٹھایا گیا ہے اور اپنے وسائل کو بڑھانے کی کوشش پہ ایک Initiative چیف منسٹر صاحب کی طرف سے لیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ضرورت ہے اس وقت اس صوبے کی کہ ہم اپنے وسائل کو بڑھائیں اور اس کی طرف کوشش کریں اور اس میں ہم چاہیں گے کہ اپوزیشن بھی اپنا Input ہمیں دے، وہ بھی ہمیں Identify کر کے دے کہ کیا ایسے ذریعے ہیں، کونسے وہ Avenues ہیں جدھر سے صوبے کے وسائل بڑھ سکتے ہیں؟ کیونکہ اگر ہم دیکھیں تو ادھر یہ ہم 124 کا ہاؤس ہے اور تقریباً 99 صوبائی حلقے ہیں، ہر حلقے میں ہر قسم کی ضرورت ہے اور کروڑوں اور اربوں میں وہ ضرورت ہے کیونکہ پسماندہ صوبہ ہے ہمارا، کہیں پہ روڈ کی زیادہ ضرورت ہوگی، کہیں پہ سکول کی زیادہ ضرورت ہوگی، کہیں ہسپتال کی زیادہ ضرورت ہوگی، کہیں پینے کے پانی کی زیادہ ضرورت ہوگی، یہ مسائل تب ہی حل ہونگے جب ہمارے وسائل بڑھیں گے اور اس کیلئے ہمیں ایک مشترکہ جدو جہد کرنی پڑے گی اور اس کیلئے ایک لائحہ عمل بنانا پڑے گا، تب ہی جاکے یہ صوبہ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہو سکے گا اور صوبائی خودمختاری تب ہی حاصل کی جاسکے گی جب ہم مالی طور پر مستحکم ہوں گے۔ اسی طرح جناب سپیکر! سی پیک پہ جو اس ہاؤس میں مختلف قراردادیں بھی پاس ہوئیں، اس پہ ہم سب نے اکٹھے مل کے جدو جہد بھی کی، میں اپوزیشن اور ساری جماعتوں کو اس پہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس میں کافی پیش رفت ہوئی لیکن ہمیں اس کے اوپر ابھی بھی نظر رکھنی چاہیئے اور اس کو ہم مشترکہ جدوجہد کے ساتھ ہی وہ نظر ہم رکھ سکیں گے اور وہ Focus اس پہ رکھ سکیں گے تب ہی جاکے جب تک یہ پراجیکٹ Materialize نہیں ہوتا، جب تک یہاں پہ وہ روڈز وہ سارا انفراسٹرکچر بنتا نہیں ہے تو اس وقت تک اس کے ثمرات، اصل ثمرات جو ہیں وہ ہمارے صوبے اور ہمارے لوگوں تک آئیں گے نہیں، تو اس کیلئے ہمیں ایک وہ رکھنا پڑے گا ایک Watchdog کی حیثیت سے ہمیں نظر رکھنی پڑے گی تاکہ ہمارے حقوق جو ہیں، وہ اس میں حق تلافی نہ ہو کیونکہ ہمارے ساتھ مرکز نے کئی بار ایسا کیا ہے کہ بات ایک مانی ہے اور پھر عمل میں اس سے اس کے برعکس عمل ہوا ہے۔ اسی طریقے سے جناب سپیکر! نیٹ ہائیڈل پرافٹ کے حوالے سے جو ہمارا ایم او یو ابھی سائن ہوا ہے، اس میں بھی میری یہ ایک وہ ہے کہ ابھی تک اس ایم او یو کے اوپر من و عن Implementation نہیں ہوئی، جو پچیس ارب ملنے تھے وہ بھی کہا جارہا ہے لیکن ابھی تک وہ ہمیں ملے

اس لحاظ سے نہیں ہیں، تو وہ بھی ہماری ایک اس ہاؤس سے اور ہم مرکزی حکومت سے ایک مطالبہ کرتے ہیں کہ جی جتنی جلد ہو سکے، وہ پیسے ملیں تاکہ صوبے کے جو مختلف پراجیکٹس ہیں جو مختلف یہاں پہ جو پسماندگی ہے، وہ دور کی جاسکے اور یہ پیسے جب ٹائم پہ ملیں گے تو تب ہی وہ پراجیکٹ صحیح طریقے سے کمپلیٹ ہو سکیں گے، صحیح وہ ہو سکیں گے تو اس کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیئے۔ جناب سپیکر! یہاں پہ اعتراضات بھی ہوئے، یہاں پہ تجاویز بھی آئیں، ہم ان سب کا احترام کرتے ہیں جناب سپیکر! اور جو اچھی تجاویز ہوں گی، اس کے اوپر بالکل عمل بھی ہوگا، اس کی اس پہ ہم وہ کریں گے کیونکہ یہ ہاؤس ہم سب کا، یہ صوبہ ہم سب کا ہے اور اس کو ہم نے، سب کو اکٹھے لے کر چلنا ہے اور تب ہی جا کے ہم کہہ سکیں گے کہ صحیح معنوں میں اس صوبے میں ترقی ہوئی ہے۔ یہاں پہ اعتراضات ہوئے کہ ایک جگہ میں زیادہ فنڈز لگے ہیں دوسری جگہ میں جناب سپیکر! ماضی میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے اور میں اس چیز میں زیادہ جانا نہیں چاہتا کیونکہ میں بھی اپوزیشن میں۔۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

جناب سپیکر: جی سکندر خان۔

سینیئر وزیر (آبپاشی و سماجی بہبود): بس میں پانچ منٹ، بس اپنی بات ختم، وہ آتا ہوں، بنیادی طور پہ میں اس چیز میں جانا نہیں چاہتا کہ ماضی میں کیا ہوتا رہا ہے، ورنہ وہ بات پھر بہت دور تک جائے گی اور اس میں وہ میں بھی اپوزیشن کا ممبر رہ چکا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ کیا کیا اپوزیشن کو پہلے ملتا تھا، کیا نہیں وہ ہوتا تھا تو اس چیز میں ہم نہیں پڑتے، یہ ہم یہ Bifurcation ہی نہیں کرتے ہیں، یہ صوبہ ہم سب کا ہے، اس میں جدھر، اگر وہاں سے اپوزیشن کا ممبر بھی Elect ہوا ہے تو وہاں کے لوگ ہمارے لوگ ہیں، وہاں کے، وہاں کے وہ ممبر ہمارے لئے بڑے قابل عزت ہیں تو اس حوالے سے یہ صوبہ ہمارا ہے اور ہم نے اگر صحیح معنوں میں ترقی کی طرف جانا بھی ہے تو وہ سب کو اکٹھے لے کر چلیں گے اور یہی ہماری ایک سوچ ہے کہ سب کو اکٹھے لے کر چلیں گے اور Inclusive development جو ہے وہ کریں گے اور اس کیلئے آگے چلتے رہیں گے۔ اپوزیشن کی طرف سے بھی جو تجاویز آئیں، اچھی تجاویز آئیں، بالکل ہم ان کو Incorporate کریں گے،

ہم ان کی قدر کرتے ہیں اور یہ ان کو تسلی دلاتے ہیں کہ ان کو اپنے ساتھ لے کر چلیں گے۔ بڑی مہربانی جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: اچھااس طرح ہے، کل ڈیڑھ بجے ہم اجلاس شروع کریں گے،اس میں کچھ معزز اراکین بات بھی کرنا چاہتے ہیں، ان کو موقع بھی دیں گے اور کل فنانس منسٹر جو ہے نا، کل خطاب بھی کریں گے اور کل باقاعدہ جو ہمارا ایجنڈا آپ کو ایشو ہو چکا ہے، وہ بھی ہم کل کریں گے، تو کل Kindly ڈیڑھ بجے ہم اجلاس شروع کریں گے ان شاءاللہ، میں Adjourn کرتا ہوں اس اجلاس کو۔

(اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 18 جون 2016ء بعداز دوپہر ڈیڑھ بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)